محرم الحرام ۱۴۴۵ھ / جولائی ۲۰۲۳ء
JULY-2023 Rs. 30/-

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنّی دُنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

نیا اسلامی سال مبارک ہو

- مروّجہ تعزیہ اور مراسم محرم
- ماہِ محرم اور یوم عاشورہ
- رسومات محرم اور ان کے احکام
- وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
- حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے
- عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

اللہ دیکھ رہا ہے
آپ کی خاطر بنائے دو جہاں
اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں
منظوم سوانح اعلیٰ حضرت

- بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر
- مفتی اعظم ہند کے تجدیدی کارنامے
- شریعت و طریقت کا اخترِ تابندہ

فرمان تاج الشریعہ

"مروّجہ تعزیہ داری، ناچ باجا، گانا اور حرام تصویروں کی نمائش سخت حرام، بدکام، بدانجام، حرام کو تفریحاً دیکھنا بھی حرام ہے، ڈھول تاشوں باجوں کے ساتھ تعزیہ کا گشت، میلے میں عورتوں مردوں کا اختلاط، بیہودہ کھیل کود رقص و سرود ناجائز و حرام، تعزیہ داری کے مرتکب اشد گنہگار مگر سنیت سے خارج نہیں۔

اس موقع پر فاتحہ فی نفسہٖ جائز و مستحسن اور سبیل لگانا، کھانا کھلانا مستحب، اس سے ممانعت وہابی کا کام ہے مگر تعزیہ کے سامنے فاتحہ نہ پڑھیں، حضرات شہدائے کربلا کی ارواح طیبہ کے لئے نیاز و فاتحہ بطریقہ شرعیہ اور صحیح روایات کے ساتھ شرعی طور پر ذکر شہادت کریں، روزہ رکھیں۔"

مُدیر
مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مركز الدراسات الإسلامية جامعة الرضا بريلي شريف يوپي، هند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

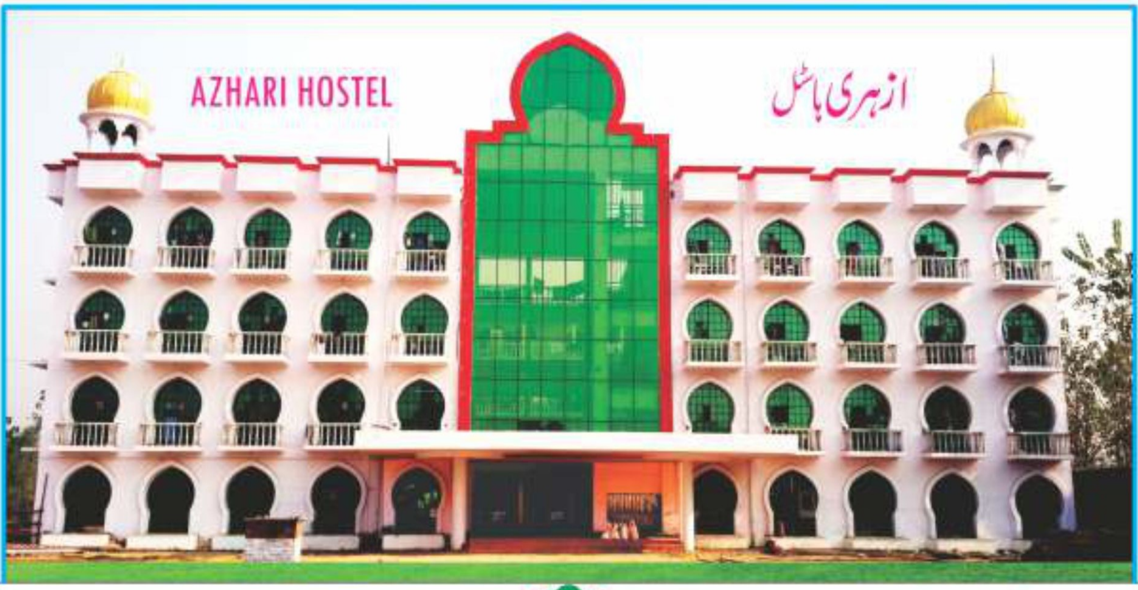

Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی سرپرست روحانی
وارثِ علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتیٔ اعظم نور دیدۂ مفسرِ اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ و جانشینِ تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مرکز عقائد اہل سنت و جماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی و ادبی ترجمان اجرا ۱۹۸۱ء

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۷
Issue No. 07
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۵ھ
محرم الحرام
جولائی ۲۰۲۳ء

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار و اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ

ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com

Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003

Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	مروّجہ تعزیہ اور مراسم محرم	مولانا طفیل احمد مصباحی	۵
اسلامیات	ماہِ محرم اور یوم عاشورہ	حافظ افتخار احمد قادری	۱۳
	رسومات محرم اور ان کے احکام	ڈاکٹر فیض احمد چشتی	۱۶
	اللہ دیکھ رہا ہے	مفتی محمد اسلم رضا میمن	۲۰
	عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ	مولانا عبد اللطیف علیمی	۲۷
نقد و نظر	اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں	مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی	۳۰
احوال وطن	بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر	مولانا محمد زاہد علی مرکزی	۳۴
اسلاف واخلاف	مفتی اعظم ہند کے تجدیدی کارنامے	مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی	۴۱
	شریعت وطریقت کا اختر تابندہ	مولانا کمال احمد علیمی نظامی	۴۴
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی	۴۶
سخن در سخن	منظوم سوانح اعلیٰ حضرت	مولانا محمد اشرف رضا قادری	۴۸
منظومات	آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں	سید خادم رسول عینؔی	۵۴
	آپ کی خاطر بنائے دو جہاں	مولانا طفیل احمد مصباحی	۵۴
	حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے	حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز	۵۴
	وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے	مولانا جسیم اکرم مرکزی	۵۴

فرمان تاج الشریعہ

مروّجہ تعزیہ داری، اس میں ناچ باجا گانا اور حرام تصویروں کی نمائش وغیرہا امور حرام حرام حرام سخت بدکام بدانجام ہیں.............

محرم الحرام میں نکاح بلا کراہت جائز ہے۔ [فتاویٰ تاج الشریعہ، ۹/ ۶۸]

حرام کو تفریحاً دیکھنا بھی حرام، فاتحہ فی نفسہ جائز و مستحسن، اس سے ممانعت وہابی کا کام ہے مگر تعزیہ کے سامنے فاتحہ نہ پڑھیں، سبیل لگانا، کھانا کھلانا مستحب، بہ نیت خیر عظیم کار ثواب، مگر کھانا لٹانے سے پرہیز کریں۔ [فتاویٰ تاج الشریعہ، ۹/ ۷۰]

تعزیہ کا گشت ڈھول تاشوں باجوں کے ساتھ، اس میلے میں عورتوں مردوں کا اختلاط، تعزیہ داری کے نام پر بیہودہ کھیل کود رقص و سرود وغیرہ خرافات کو تعزیہ داری کہا جاتا ہے۔ [فتاویٰ تاج الشریعہ، ۹/ ۷۴]

تعزیہ داری کے مرتکب اشد گنہگار ہیں مگر سنیت سے خارج نہیں۔ [فتاویٰ تاج الشریعہ، ۹/ ۷۸]

حضرات شہدائے کربلا کی ارواح طیبہ کے لئے نیاز و فاتحہ بطریقہ شرعیہ اور صحیح روایات کے ساتھ طریق شرعی پر ذکر شہادت کریں، عاشورا شریف کا روزہ رکھیں۔ [فتاویٰ تاج الشریعہ، ۹/ ۸۰]

مہمان اداریہ

مروّجہ تعزیہ اور مراسم محرم علما و محدثین کی نظر میں

از: مولانا طفیل احمد مصباحی

اداریہ

محرم الحرام بڑی عزت وحرمت اور عظمت وکرامت والا مہینہ ہے، اسلامی مہینوں میں محرام الحرام پہلا مہینہ ہے، قرآن مقدس میں جن چار مہینوں کو عزت وحرمت والا مہینہ کہا گیا ہے، ان میں سے ایک ماہ محرم بھی ہے، لوگ زمانۂ جاہلیت میں بھی محرم الحرام کی عزت واحترام کیا کرتے تھے اور اس کی حرمت وتقدس کا خیال کرتے ہوئے اس میں جنگ وجدال سے پرہیز کیا کرتے تھے، حدیث پاک میں محرم کو اللہ کا مہینہ بتایا گیا ہے، اسی طرح محرم الحرام کی دسویں تاریخ ''عاشورا'' کو بے پناہ فضائل وخصوصیات حاصل ہیں مسلم شریف کی حدیث ہے:

''من صام عاشوراء غفر له سنة۔ یعنی عاشورا کا روزہ ایک سال کے گناہ کا کفارہ ہے۔''

(مسلم شریف، کتاب الصیام، حدیث ۱۱۶۲ : رص ۵۸۹ ربیروت)

جلیل القدر ناقد، محدث حضرت علامہ ابو الفرج عبد الرحمن بن جوزی قدس سرہ نے اپنی کتاب ''بستان الواعظین'' میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، عرش، کرسی، لوح قلم، جنت اور تمام فرشتوں کو محرم کی دسویں تاریخ یعنی عاشورا کے دن پیدا فرمایا، حضرت آدم وحوا، حضرت ابراہیم وحضرت عیسیٰ علیہم السلام کی پیدائش اسی عاشورا کے دن ہوئی، عاشورا کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار ہوئی، اسی دن حضرت عیسیٰ وحضرت ادریس علیہما السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، عاشورا کے دن حضرت یوسف علیہ السلام قید سے نکالے گئے، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکومت وسلطنت عطا ہوئی اور اسی عاشورا کے دن سب سے پہلے آسمان سے بارش نازل ہوئی وغیرہ۔''

(بستان الواعظین، ص ۲۰۲ – ۲۰۳ ردار الکتاب العربی، بیروت)

اس روایت سے عاشورا کے دن کی اہمیت وفضیلت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں، جو دن اس قدر اہمیت وفضیلت والا ہو، اس دن کو لہو ولعب اور خرافات ولغویات میں گزارنا بہت افسوس اور کم نصیبی کی بات ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم عاشورا کے دن زیادہ سے زیادہ نیک عمل کر کے ثواب حاصل کرتے اور زاد آخرت تیار کرتے اور تعزیہ و دیگر مراسم محرم (جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے) سے دور ونفور رہتے، لیکن افسوس صد افسوس! ہم نے محرم الحرام کی عظمت وحرمت اور یوم عاشورا'' کی فضیلت و کرامت کو فراموش کر دیا اور عاشورا کے دن اجر وثواب کمانے کے بجائے عذاب وعتاب کا سامان مہیا کرنے میں لگ گئے، اللہ کی پناہ! مروجہ تعزیہ اور دیگر مراسم محرم سراسر ناجائز وحرام ہیں۔

مروجہ تعزیہ اور دیگر مراسم محرم کی شرعی حیثیت کیا ہیں؟ آئیے! علما ومحدثین کے اقوال وارشادات کی روشنی میں ان کی حرمت وعدم جواز ملاحظہ فرمائیں اور ناجائز مراسم محرم سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں۔

نوحہ وماتم اور سینہ کوبی

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے واقعہ کو یاد کر کے محرم کے مہینے میں اور خاص طور سے عاشورا کے دن نوحہ وماتم

اور چیخ و پکار کرنا بدعت سیئہ اور ناجائز وحرام ہے، مشہور محدث ومؤرخ علامہ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”وقد أسرف الرافضة في دولة بني بويه في حدود الأربعة وما حولها، فكانت الدباب تضرب ببغداد ونحوها من البلاد في يوم عاشوراء، ويذر الرماد والتبن في الطرقات والأسواق وتعلق المسوح على الدكاكين و يظهر الناس الحزن والبكاء...ثم يخرج النساء حاسرات عن وجوههن ينحن ويلطمن وجوههن وصدورهن حافيات في الأسواق إلى غير ذالك من البدع الشنيعة۔ ترجمہ: رافضیوں (شیعوں) نے آل بویہ کے دورِ حکومت میں مسلم ممالک کے حدود واطراف میں بڑا ادھم مچایا، بغداد اور دیگر ممالک میں عاشورا کے دن ڈھول اور تاشے بجائے جاتے، جن سے گلی کوچوں اور بازاروں میں ڈھول اور گھاس پھوس اڑتے، دکانوں پر ٹاٹ لٹکائے جاتے، لوگ غم واندوہ کا پیکر بنے آہ و بکا کرتے، عورتیں چہرہ کھولے بازاروں میں نکلتیں اور نوحہ وماتم کرتیں اور سینہ پیٹتے ہوئے اپنے چہروں پر طمانچہ لگاتیں وغیرہ، غرض کہ عاشورا کے دن اس قسم کے خرافات اور بدعت سیئات انجام دی جاتیں۔“

(البدایۃ والنہایۃ، ج ۸/ص ۱۹۶/دار الحدیث، قاہرہ، مصر)

علامہ ابن کثیر کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ محرم کے موقع پر ڈھول تاشے بجانا، نوحہ وماتم، سینہ کوئی اور چہرے پر طمانچے مارنا وغیرہ بدعت سیئہ ہے اور بدعت سیئہ کا ارتکاب حرام وگناہ ہے، حدیث پاک میں جو فرمایا گیا: كل بدعة ضلالة۔ کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو اس سے یہی ”بدعتِ سیئہ“ مراد ہے، علامہ ابن حجر مکی ہیتمی قدس سرہ (استاذ شہباز محمد بھاگل پوری) لکھتے ہیں:

”وإياه ثم إياه أن يشغله ببدع الرافضة ونحوهم من الندب والنياحة والحزن إذ ليس ذالك من أخلاق المؤمنين وإلا لكان يوم وفاته أولى وأحرى. ترجمہ: عاشورا کے دن شیعہ حضرات نوحہ وماتم اور چیخ و پکار کی شکل میں جو بدعات وخرافات انجام دیتے ہیں، ان سے بچو سختی کے ساتھ، کیوں کہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں۔“ (الصواعق المحرقۃ، ص ۱۸۳/مکتبۃ الحقیقیۃ، ترکی)

اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر غم وماتم کرنا جائز ودرست ہوتا تو حضور ﷺ کے یوم وفات پر غم وماتم کرنا زیادہ اولیٰ اور لائق تر ہوتا، جب حضور سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا غم وماتم نہیں تو پھر امام حسین کی شہادت پر غم وماتم کرنا کیسا؟ علامہ اسماعیل حقی حنفی فرماتے ہیں:

”لا ينبغي للمومن أن يتشبه بيزيد الملعون في بعض الأفعال وبالشيعة والروافض والخوارج ايضا يعني لا يجعل ذالك اليوم يوم عيد أو يوم ماتم۔ ترجمہ: مسلمان یزید، شیعہ، خوارج وروافض کی نقل نہ اتارے، یعنی عاشورا کے دن کو خوشی یا ماتم کا دن نہ بنائے۔“ (تفسیر روح البیان، ج ۴/ص ۱۴۲/مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”درروز عاشورا جز صوم وتوسیع طعام ثابت نہ شدہ۔“ (مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مع اخبار الاخیار، فارسی، ص ۱۰۸/کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند)

مروّجہ تعزیہ

مسند الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ عاشورۂ محرم کے موقع پر تعزیہ بنانا، قبر وصورت اور علم وغیرہ تیار کرنا کیسا ہے؟ آپ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”تعزیہ داری در عشرۂ محرم وساختن ضرایح وصورت وغیرہ درست نیست، زیرا کہ تعزیہ داری عبارت از یں است کہ ترک لذائذ و ترک زینت کند وصورت محزون وغمگین نماید، یعنی مانند زنان سوگ دار دو مرد را ہیچ جا ایں قسم در شرع ثابت نیست۔ ترجمہ: عشرۂ محرم میں تعزیہ داری اور قبر وصورت وغیرہ بنانا جائز نہیں، کیوں کہ تعزیہ داری کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ زینت ولذت ترک کر کے عورتوں

کے مثل سوگ منایا جائے غمگین اور رنجور ومحزون کی صورت اختیار کی جائے اور شریعت مطہرہ میں مردوں کے لیے اس قسم کی تعزیہ داری ثابت نہیں ۔'' (فتاویٰ عزیزی، جلد اوّل، ص ٦٨، رحمٰن پبلشر، پشاور، پاکستان)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی لے تین سطر کے بعد مزید لکھتے ہیں:

''نیز تعزیہ داری کہ ہم چوں مبتدعان می کنند بدعت است وہم چنیں ساختن ضرایح وصورت قبور وعلم وغیرہ ایں ہم بدعت است وظاہر است کہ بدعت حسنہ کہ دراں ماخوذ نیست بلکہ بدعت سیئہ است وحال بدعت سیئہ این است کہ در حدیث وارد ست" شر الأمور محدثاتها و کل بدعة ضلالة" وحال مبتدع کہ ایں قسم بدعتہا اختراع می کند آں است کہ بدعت او را در لعن خدا اسیر می کند و فرائض ونوافل او در درگاہ الٰہی مقبول نیست ۔ترجمہ: تعزیہ داری جیسا کہ بدمذہب اور بدعتی لوگ کرتے ہیں، یہ بدعت ہے، یوں ہی تابوت، قبروں کی صورت اور علم وغیرہ یہ بھی بدعت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بدعت سیئہ ہے، حدیث پاک کے مطابق بدعت سیئہ سب سے بڑی چیز ہے اور ہر بدعت (جو سنت کے خلاف ہو) ضلالت وگمراہی ہے، جو لوگ تعزیہ وغیرہ کی اس بدعت میں مبتلا ہیں اور اس قسم کی بدعت ایجاد کرتے ہیں، ان کا حکم میں ہے کہ یہ لوگ خدا کی لعنت میں گرفتار ہیں، خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے فرائض ونوافل قبول نہیں ۔'' (فتاویٰ عزیزی، جلد اوّل، ص 69، رحمٰن پبلیشر، پشاور، پاکستان)

مسلمانو! اس عبارت کو غور سے پڑھو اور بار بار پڑھو کہ مروجہ تعزیہ، تابوت، قبروں کی صورت اور علم وغیرہ بنانا، کس قدر گناہ کا کام ہے کہ اس غلط کام سے خدا کی لعنت ہوتی ہے اور بارگاہ خداوندی میں ان خرافات کے سبب فرائض وواجبات قبول نہیں ہوتے ہیں،

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی قدس سرہ مروجہ تعزیہ سے متعلق لکھتے ہیں:

" تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پر نور حضور شہزادۂ گل گوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک، مکان میں رکھنا، اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہ ہر غیر جان دار کی بنانا، رکھنا سب جائز! اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال (شکل) بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز، جیسے صدہا سال سے طبقۂ فطر (یکے بعد دیگرے ائمہ دین وعلمائے معتمدین نعلین شریف حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں، جسے اشتباہ (شبہ) ہو امام علامہ تلمسانی کی ''فتح المتعال'' وغیرہ مطالعہ کرے، مگر جہال بے خرد (بےعقل جاہلوں) نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں، اوّل تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی، ہر جگہ نئی تراش، نئی گڑھت، جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بے ہودہ طمطراق (دھوم دھام) پھر کوچہ بہ کوچہ، دشت بہ دشت، اشاعت غم کے لیے ان کا گشت اور ان کے گرد سینہ کوبی اور ماتم سازی کی شور افگنی، کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کو سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدے میں گرا ہے، کوئی ان مایۂ بدعات (سامان بدعات) کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علیٰ جدہ علیہ الصلاۃ والسلام سمجھ کو اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا، منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل (اختلاط) اور طرح طرح کے بے ہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔

غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بے ہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا، پھر وبال ابتداع (بدعت نکالنے کے وبال) کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریا وتفاخر علانیہ ہوتا ہے، پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت (بربادی) ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں

اسلامیات

صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔

اب بہار عشرۂ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ! اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جنازے ہیں۔ (پھر) کچھ نوچ اتار، باقی توڑ تاڑ کر دفن کر دیئے، یہ ہر سال اضاعت مال (مال ضائع کرنے) کے جرم و وبال جداگانہ رہے، اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثنا کا، ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے، آمین۔

اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ (ناپسندیدہ) کا نام ہے، قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ مترجم، ص ۵۱۲ / ج ۲۴ / برکات رضا، پوربندر، گجرات)

صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"تعزیہ داری کہ واقعات کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پاک کی شبیہ کہتے ہیں، کہیں تخت بنائے جاتے ہیں، کہیں ضریح (گنبد نما) بنتی ہے اور علم اور شدّے (جھنڈے یا نشان) نکالے جاتے ہیں، ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں، تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے، آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں، کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں، کہیں چبوترے کھدوائے جاتے ہیں، تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں، سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں، ہار پھول، ناریل چڑھاتے ہیں، وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے، چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں، تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں، ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتاتے ہیں اور وہاں شربت، مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں، یہ تصور کر کے کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ اور مواجہہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں۔

پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے، پھر تیجہ، دسواں، چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے، حضرت قاسم نے کی مہندی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے اور مہندی رچائی جائے گی اور اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک (پیغام پہنچانے والا) بنتا ہے جس کے کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں (قاصدوں) کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔

کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا ہے، اس کے گلے میں جھولی ڈالتے ہیں اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں، کوئی سقّہ (پانی بھرنے والا) بنایا جاتا ہے، چھوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر کر لائے گا، کسی علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے، گویا یہ حضرت عباس علم دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے، اس قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں، یہ سب لغو خرافات ہیں ان سے ہرگز سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں، یہ تم خود غور کرو کہ انھوں نے احیائے دین و سنت کے لیے یہ زبردست قربانیاں کیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو بدعات کا ذریعہ بنا لیا؟

بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں براق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ

حصہ جانور کا سا، شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لیے ایک جانور ہوگا، کہیں دلدل بنتا ہے، کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں، بعض جگہ آدمی ریچھ، بندر، لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی، ایسی بری حرکت اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس کہ محبت اہل بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں! یہ واقعہ تمہارے لیے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنا لیا۔

اسی سلسلے میں نوحہ وماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے، اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہو جاتا ہے، سینہ سرخ ہو جاتا ہے، بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے، تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے، مرثیہ میں غلط واقعات نظم کیے جاتے ہیں، اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چوں کہ اکثر مرثیہ رافضیوں ہی کے ہیں، بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے مگر اس روشنی میں سنی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انھیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں، یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

اظہار غم کے لیے سر کے بال بکھیرتے ہیں، کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسا اڑاتے ہیں، یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں، ان سے بچنا نہایت ضروری ہے، احادیث میں ان کی سخت ممانعت آئی ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے، تعزیوں اور علم کے ساتھ بعض لوگ لنگر لٹاتے ہیں یعنی روٹیاں یا بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں، یہ ناجائز ہے کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ ۱٦/ص ۷ ٦۴/ ج ۳/مکتبۃ المدینۃ دہلی)

حضور سرکار مفتی اعظم ہند بریلوی فرماتے ہیں:

"تعزیہ داری جو شرعاً ناجائز ہے، اس کے لیے جبراً چندہ لینا کس قدر شنیع (بری) بات ہے۔"

(فتاویٰ مصطفویہ، ص 535/ مفتی اعظم ہند اکیڈمی، دَھم تَری)

تعزیہ اور دیگر مراسم محرم سے متعلق سرکار مفتی اعظم ہند سے استفتا ہوا، جس کا مضمون کچھ اس طرح ہے: محرم میں (لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ صرف امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز ہونی چاہیے اور ہرے کپڑے پہننا چاہیے اور روٹی کے بسکٹ کا لنگر اوپر سے لٹانا چاہیے اور قلاوہ (پٹہ) جس میں سرخ اور ہرے گنڈے پڑے ہوتے ہیں، اس کو گلے میں پہننا چاہیے اور عطر وغیرہ نہ لگانا چاہیے اور عشرہ (سے) تیرہ تک گھر میں جھاڑو نہ دینا چاہیے اور کام بھی چھوڑ دینا چاہیے، حکم فرمایا جائے کہ مذکورہ بالا کام درست ہیں؟ سرکار مفتی اعظم ہند اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ سب باتیں غلط ہیں، محرمیوں (محرم منانے والے) کے اختراع (ہیں) ایسا کہنے اور کرنے والوں پر توبہ لازم۔"

(فتاویٰ مصطفویہ، ص ۵۳۲/ مفتی اعظم ہند اکیڈمی، دَھم تَری)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ کا فتویٰ ملاحظہ کریں:

"ہندوستان کی مروجہ تعزیہ داری بلاشبہ بدعات وممنوعات کا ایسا مجموعہ ہے کہ اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔"

(خطباتِ محرم، ص ۱۷٤/ کتب خانہ امجدیہ، دہلی)

حضور شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی لکھتے ہیں:

"تعزیے بنانا، انھیں باجے تاشے کے ساتھ دھوم دھام سے اٹھانا، ان کی زیارت کرنا، ان کا ادب اور تنظیم کرنا، انھیں سلام کرنا،

اسلامیات

انھیں چومنا، ان کے آگے جھکنا اور آنکھوں سے لگانا، بچوں کو ہرے کپڑے پہنانا، گھر گھر بھیک منگوانا، کربلا جانا وغیرہ شرعاً ناجائز و گناہ ہیں۔" (شمع ہدایت، ص ۳۰ /ج ۳)

اجمل العلما حضرت مفتی اجمل شاہ سنبھلی فرماتے ہیں:

"عرف و رواج میں جس کا نام تعزیہ داری ہے، وہ بکثرت ممنوعات شرعی پر مشتمل ہے تو ایسی تعزیہ داری ناجائز ہے۔"

(فتاویٰ اجملیہ، ص ۸۳ /ج ۴ /فاروقیہ بک ڈپو، دہلی)

ایک جگہ اور لکھتے ہیں:

"محرم میں ڈھول تاشہ بجانا اور ماتم کرنا حرام و ناجائز ہے اور مسجد کے قریب ان کا بجانا اشد حرام اور شرم ناک جرات ہے۔"

(فتاویٰ اجملیہ، ص ۷۳ /ج ٤ /فاروقیہ بک ڈپو، دہلی)

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"مروجہ تعزیہ داری، ڈھول، تاشا، باجا وغیرہ یزیدیوں کی نقل اور رافضیوں کا طریقہ ہے، یہ ناجائز و حرام ہے۔"

(فتاویٰ فیض الرسول ص ۵۱۰ /ج ۲ /براؤں شریف، بستی)

حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"فی زمانہ مروجہ تعزیہ بہت سے محرمات اور خرافات پر مشتمل ہے، اس لیے مروجہ تعزیہ داری ناجائز ہے۔"

(فتاویٰ نعیمیہ، ص ۷۳ ـ ۷۷٤ /مکتبہ جام نور، دہلی)

بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"چوک (امام باڑہ) اور تعزیہ داری سب ناجائز ہے، اس لیے وہاں فاتحہ دینا ناجائز ہے۔"

(فتاویٰ بحر العلوم، ص ٤٤٦ /ج ۵ /امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"مروجہ تعزیہ اور قوالی جائز نہیں۔" (فتاویٰ بحر العلوم، ص ٤٤٧ /ج ۵ /امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ ارقام فرماتے ہیں:

"تعزیہ کا جلوس، آگے پیچھے ڈھول، تاشا، باجا، گاجا، فلمی گیت، جان دار کی تصویر، عورتوں کا ہجوم اور اسی طرح کے دیگر خرافات جو آج کل تعزیہ داری میں کیے جاتے ہیں، ناجائز و حرام ہیں۔" (فتاویٰ فیض الرسول، ص ۵۱۲ /ج ۲ /براؤں شریف، بستی)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"مسلمانان اہل سنت پر لازم ہے کہ اس قسم کی تعزیہ داری (مروجہ تعزیہ) میں کسی طرح ہرگز شریک نہ ہوں اور نہ اپنے اہل و عیال کو شرکت کی اجازت دیں، ورنہ گنہ گار مستحق عذاب نار ہوں گے۔" (فتاویٰ فیض الرسول، ص ۵۱۳ /ج ۲ /براؤں شریف)

حجۃ السلف عمدۃ الخلف حضرت مفتی محمد ظل الرحمن ضیائی بھاگل پوری کا فتویٰ ہے:

"مروّجہ تعزیہ سراسر ناجائز اور خالص فضول خرچی ہے۔"

حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب خطبات محرم، ص ٦٩ ٤ /تا ٤٧ ٤ /پر مروّجہ تعزیہ اور دیگر مراسم محرم کی حرمت و قباحت سے متعلق جو فتویٰ نقل کیا ہے، اس پر تقریباً ۷۵ /جلیل القدر علما اور مفتیان عظام کے دستخط اور تصدیقات موجود ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مروّجہ تعزیہ کے حرام و ناجائز ہونے پر علمائے کرام کا اجماع و اتفاق ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث

بریلوی قدس سرہ نے ہندو پاک کی مروّجہ تعزیہ داری سے متعلق باضابطہ ایک رسالہ لکھا ہے اور اس کا نام "أعالی الإفادة في تعزية الهند و بیان الشهادة" رکھا ہے، اس مفید رسالے میں آپ نے تعزیہ اور محرم کے دیگر ناجائز مراسم وامور کے بارے میں بڑے مفصل اور مدلل انداز میں شریعت مطہرہ کے احکام بیان کیے ہیں، یہ مبارک رسالہ "فتاویٰ رضویہ" مترجم کی جلد ۲۴ / اور غیر مترجم فتاویٰ رضویہ کی نویں جلد میں موجود ہے، اس رسالے کے چند اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

شیعوں کی مجلس مرثیہ خوانی میں شرکت

"مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہل سنت وجماعت کو شریک وشامل ہونا حرام ہے۔" (فتاویٰ رضویہ مترجم، ص ۵۲۲ / ج ۲۴ / برکات رضا، پوربندر، گجرات)

تعزیہ بنانا اور اس پر نذرونیاز کرنا

آج کل محرم شریف کے پہلے عشرے میں مسلمان تعزیہ بناتے ہیں اور تعزیہ کے سامنے نذرونیاز کرتے ہیں، اسی طرح امام باڑہ کے پاس بھی نیاز وفاتحہ دیتے ہیں، اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے سوال ہوا کہ تعزیہ بنانا اور اس پر نذرونیاز کرنا، عرائض (درخواست) بہ امید حاجت برآری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا کیسا ہے؟ جواب ارشاد فرماتے ہیں:

"افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں، بدعت سیئہ (جس کا کرنا حرام وگناہ اور باعث گمرہی ہے) وممنوع وناجائز ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ مترجم، ص ۵۲۷ / ج ۲۴ / برکات رضا، پوربندر، گجرات)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"شیرینی وحلوہ، تعزیہ ہائے کہ مردم روبروئے آں پیش کش نہند، مکروہ است۔ ترجمہ: تعزیہ کے سامنے لوگ جو شیرینی اور حلوہ رکھتے ہیں (اور اس ہیئت کے ساتھ فاتحہ ونیاز دلاتے ہیں یہ مکروہ ہے۔" (فتاویٰ عزیزی، ص ۱۰۶ / ج ۲ / رحمٰن پبلیکیشنز، پشاور، پاکستان)

شہادت نامہ پڑھنے کا حکم

آج کل جو شہادت نامہ (امام حسین کی شہادت سے متعلق منظوم کلام) پڑھا جاتا ہے، اس میں اکثر غلط سلط روایات اور بے سروپیر کی باتیں ہوا کرتی ہیں، اس قسم کا "شہادت نامہ" پڑھنا ناجائز وگناہ ہے، ہاں! شہادت نامہ صحیح روایات اور درست واقعات کربلا پر مشتمل ہو تو اسے پڑھنا جائز ہے، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

"کتب شہادت (شہادت نامہ) جو آج کل رائج ہے، اکثر حکایات موضوعہ (گڑھی ہوئی حکایتیں) وروایات باطلہ پر مشتمل ہیں، یوں ہی مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا، سننا سب گناہ وحرام ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ص ۵۱۷ / ج ۲۴ / برکات رضا، پوربندر، گجرات)

ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"ذکر شہادت شریف جب کہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ (گڑھی ہوئی روایتوں اور ناجائز باتوں) ونیت نامشروعہ سے خالی ہوا سے پڑھنا اور سننا عین سعادت ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ص ۵۱۷ / ج ۲۴ / برکات رضا، پوربندر گجرات)

مجلس اہل بیت منعقد کرنا

"جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین واہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو، جس میں روایات صحیح معتبرہ سے ان کے فضائل ومناقب ومدارج (فضیلت، تعریف وتوصیف اور مرتبہ) بیان کیے جائیں اور ماتم وتجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو، فی نفسہ حسن ومحمود (اچھی چیز ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ص ۵۲۲ / ج ۲۴ / برکات رضا، پوربندر گجرات)

لنگر کھانا، بانٹنا جائز اور پھینکنا لٹانا ناجائز ہے

"دو لنگر کھانا کھلانا اور بانٹنا بھی مندوب (مستحب) وباعث اجر (ثواب کا کام ہے، مگر کر لٹانا منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی توہین

ہے۔" (فتاویٰ رضویہ،ص۵۲۱ رج ۲۴ ر برکات رضا، پوربندر گجرات)

سبیل لگانا

" پانی یا شربت کی سبیل لگانا جب کہ بہ نیت محمود اور خالص لوجہ اللہ، ثواب رسانی ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو، بلا شبہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: إذا کثرت ذنوبك فاسق الماء علی الماء یتناثر کما یتناثر الورق الشجر في الریح العاصف۔ ترجمہ: جب تیرے گناہ زیادہ ہوجائیں تو پانی پر پانی ملا، گناہ جھڑ جائیں گے، جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے جھڑتے ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ،ص۵۲۱ رج ۲۴ ر برکات رضا، پوربندر گجرات)

فقیر اور پیک بننا

" پیک بنا نری نقالی اور بے ہودہ و بے معنی ہے اور گھنٹے لٹکانا حدیث میں منع فرمایا، یوں ہی فقیر بن کر بلا ضرورت ومجبوری بھیک مانگنا حرام! اور (پیک بننے کی) وہ منت ماننی کہ دس برس ایسا کریں گے، سب مہمل وممنوع ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لا نذر في معصیة (گناہ کے کام میں نذر نہیں)" (فتاویٰ رضویہ،ص۳۶ رج ۹ ر رضا اکیڈمی ممبئی)

علم، ڈھول باجہ اور کھیل تماشا

" یوں ہی علم، تعزیے، جریدے، باجے، کھیل تماشے سب بے ہودہ و بدعت وممنوع ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ،ص۳۶ رج ۹ ر رضا اکیڈمی ممبئی)

مرثیہ وماتم کا شرعی حکم

" یوں ہی مرثیے کہ رائج ہیں، سب ناجائز وحرام ہیں، حدیث میں ہے: نھی رسول اللہ ﷺ عن المراثی (اللہ کے رسول ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا) حسن حسین بہ تشدید کہنا تو جہالت ہی تھا، چھاتی پیٹنا بھی حرام ہے، مگر ماتم سخت منع ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ،ص۳۶ رج ۹ ر رضا اکیڈمی ممبئی)

ماتم، چڑھاوا اور مصنوعی کربلا جانا

"علم تعزیے، مہندی، ان کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول، تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم، مصنوعی کربلا جانا، یہ سب باتیں ناجائز و گناہ ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ،ص۴۹۶ رج ۲۴ ر برکات رضا، پوربندر، گجرات)

محرم میں کالے اور ہرے کپڑے پہنا

" یوں ہی عشرۂ محرم کے سبز رنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائز ہیں، یہ بھی سوگ کی غرض سے ہے، عشرۂ محرم میں تین رنگوں سے بچے، سیاہ، سبز اور سرخ۔" (فتاویٰ رضویہ،ص۴۹۵ رج ۲۴ ر برکات رضا، پوربندر، گجرات)

امام قاسم کی مہندی

" تعزیہ، مہندی، شب عاشورا کو روشنی کرنا بدعت وناجائز ہے، حضرت سیدنا امام قاسم کے ساتھ کربلا میں سیدنا امام حسین کی صاحب زادی کی شادی کا واقعہ ثابت نہیں ہے، کسی نے گڑھا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ،ص۵۰۰ رج ۲۴ ر برکات رضا، پوربندر، گجرات)

اعلیٰ حضرت کی نصیحت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے تعزیہ اور دیگر مراسم محرم سے متعلق جو قیمتی افادات اور شرعی احکام صادر فرمائے، آپ نے ملاحظہ کیا، اب لگے ہاتھوں امام موصوف کی یہ نصیحت بھی ملاحظہ فرمائیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں کہ یہی نجات کا راستہ ہے اور اسی میں دنیا وآخرت کی کامیابی ہے، آپ فرماتے ہیں:

" کہاں امام عالی مقام کی طرف نسبت اور کہاں شنیع (بہت زیادہ بری) حرکت؟ کاش! اللہ عزوجل ہمارے بقیہ ص ۳۳ ر پر

از: حافظ افتخار احمد قادری*

ماہِ محرم اور یوم عاشورہ

ماہ محرم الحرام زمانہ قدیم سے ہی قابلِ احترام سمجھا جاتا رہا ہے، عربوں کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بات بات پر ایک دوسرے کی گردن اڑا دینے والے جاہل، قدم قدم پر خون کی ندیاں بہانے والے بیوقوف، معمولی معمولی باتوں پر پشتہا پشت تک لڑنے والی قوم ماہ محرم الحرام کا چاند دیکھتے ہی اپنی تلواروں کو جھکا لیتی تھیں۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو اس ماہ مبارک کے فضائل میں چار چاند لگ گیے، تاریخی اعتبار سے ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں جو اس ماہ مبارک کی فضیلت کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں، کہتے ہیں کہ عاشورہ کے دن کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت نے آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، دریاؤں، لوح وقلم کو اور حضرتِ آدم وحوا کو عاشورہ ہی کے دن پیدا فرمایا اور اسی دن حضرتِ آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

خاص طور سے اس ماہ مبارک کی دسویں تاریخ کو جسے یومِ عاشورہ کہتے ہیں اس دن بہت سارے حیرت انگیز واقعات رونما ہوئے، جیسے حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اسی دن ہوئی اور اسی دن حضرتِ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود گلزار ہوئی اور اسی دن حضرتِ سیدنا ایوب علیہ السلام نے مرض سے شفا پائی، اسی دن حضرتِ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس آئی اور اسی مبارک دن میں حضرتِ سیدنا یوسف علیہ السلام کنویں سے نکلے، اسی دن حضرتِ سیدنا سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی ملی اور اسی دن حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جادوگروں پر غالب آئے۔ (عجائب المخلوقات، صفحہ نمبر 44)

اسی دن حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتبہ شہادت حاصل کیا، اور قیامت بھی اسی روز آئے گی، اسی دن اللہ رب العزت نے عرش پر اپنی شان کے مناسب استواء فرمایا اور اسی دن پہلی بارش اور پہلی رحمت نازل ہوئی۔

(غنیۃ الطالبین، جلد دوم، صفحہ نمبر 53)

اسی دن اللہ رب العزت نے کرسی کو قلم و آسمان کو پیدا فرمایا اور اسی دن حضرتِ سیدنا ادریس علیہ السلام کو جنت کی طرف اٹھایا گیا اور اسی دن اللہ رب العزت نے پہاڑوں کو اور سمندروں کو پیدا فرمایا۔ (غنیۃ الطالبین، جلد نمبر دوم، صفحہ نمبر 53)

اور عاشورہ ہی کے دن اصحاب کہف کروٹیں بدلتے ہیں۔

(غنیۃ الطالبین، جلد اوّل، صفحہ نمبر 145)

مسلمانانِ اہل سنت والجماعت کو چاہیے کہ اس مقدس ماہ کے بابرکت دن کو لغویات میں نہ گزار دیں، بلکہ عبادت و ریاضت صدقات وخیرات ونوافل میں زیادہ اپنے قیمتی اوقات کو صرف کریں، کیونکہ عاشورہ ایک بزرگ دن ہے، اس میں ہر ایک نیک کام بڑے اجر وثواب کا موجب ہے، جیسے اس دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا بڑے ثواب ملے کام ہے۔

حضرتِ سیدنا عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص عاشورہ کے دن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو اللہ رب العزت اس کے لیے یتیم کے سر پر ہر بال کے عوض ایک ایک درجہ جنت میں بلند فرمائے گا۔ (غنیۃ الطالبین، جلد دوم، صفحہ نمبر 53)

ویسے بھی کسی یتیم کے ساتھ محبت والفت کرنا باعثِ اجر عظیم ہے، خواہ عاشورہ کا دن ہو یا کوئی اور دن ہو، حضرتِ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

اسلامیات

*مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص محض اللہ رب العزت کی رضا کے لیے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو اسے ہر بال کے عوض نیکیاں ملیں گی، جن پر ہاتھ پھیرے گا اور جو یتیم بچی یا یتیم بچے جو اس کے پاس ہے اس کے ساتھ احسان کرے گا تو میں اور وہ جنت میں دو انگلیوں کی طرح اکھٹے ہوں گے اور آپ نے دونوں انگلیوں کو ملا دیا۔ (رواہ احمد ترمذی، مشکوۃ شریف، صفحہ نمبر 423)

حضرتِ امام عالی مقام کی شہادت نے اس ماہِ مبارک کو اتنا مشہور کر دیا کہ جتنا کبھی نہ تھا، آج پوری دنیا میں ماہ محرم الحرام کا چاند دیکھتے ہی ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے، حضرتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد مسلمانوں کو تڑپا دیتی ہے، یہ الگ بات ہے کہ بعض احمق غلط طریقے سے یاد مناتے ہیں اور ایسے غیر اسلامی کام کرتے ہیں کہ جس سے خود حضرتِ امام عالی مقام کی روح کو تکلیف پہنچتی ہوگی، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ایسے لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور وہ کام کرنے کی توفیق بخشے جس سے سرکارِ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے جاں نثار ساتھیوں کی روحیں خوش ہوں۔

سچ پوچھیے تو ماہ محرم الحرام ہم کو یاد دلاتا ہے حسینی عزم و ہمت کی، دشمنوں کے مقابلے میں بیباکی اور جوانمردی کی عظیم الشان مثال دیکھنا ہو تو کربلا کے میدان میں دیکھو تاریخ اپنے اندر تمام جلوؤں کو سمیٹے ہوئے ہے، یہ ہماری بہت بڑی کم نصیبی ہے کہ یہ ماہ مبارک ہمارے اندر عزم و ہمت کی روح پھونکنے آتا ہے مگر ہم ہیں کہ ان مقدس ترین ایام میں کھیل کود میں مست رہتے ہیں، ہم آپسی دشمنی اور بیجا خرافات میں مست رہ کر ان بابرکت لمحات کو گزار دیتے ہیں، کھیل تماشوں میں مست رہنے والو! اپنے حال پر رحم کرو، کاش ہم یہ سوچتے کہ یہ ماہ مبارک ہم کو کن باتوں کی یاد دلاتا ہوں؟ کس طرح ہماری مردہ رنگوں میں زندگی کی نئی تڑپ پیدا کرنے کی تلقین کرتا ہے؟ نماز و روزہ سے غافل رہ کر یادِ حسین منانے والو! اپنے حالوں پر رحم کرو، اپنے گھر والوں پر رحم کرو، پورے معاشرے پر رحم کرو۔

ذرا سوچیے جب ہماری ہی زندگی غیر اسلامی ہوگی تو ہمارے بچے اسلامی کردار کو کس طرح اپنا سکیں گے، اس لیے ضروری ہے کہ ماہ مبارک بالخصوص یوم عاشورہ کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ عبادت و ریاضت میں گزارے اور اچھے کام کرے لغویات سے بچے خاص طور سے عاشورہ کے دن یہ کام ضرور انجام دے۔

1- عاشورہ کے روز غسل کرنا مرض و بیماری سے بچاؤ کا سبب ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص عاشورہ کے روز غسل کرلے تو کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا سوائے مرض موت کے۔ (غنیۃ الطالبین، جلد دوم، صفحہ نمبر 53)

2- عاشورہ کے روز گناہوں اور معاصی سے توبہ کرنی چاہیے، اللہ رب العزت اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی اور حکم ہوا: اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ دسویں محرم کو میری بارگاہ میں توبہ کریں اور جب دسویں محرم کا دن ہو تو میری طرف نکلیں یعنی توبہ کریں میں ان کی مغفرت فرماؤں گا۔

(فیض القدیر شرح جامع صغیر، جلد نمبر تین، صفحہ نمبر 34)

3- عاشورہ کے روز آنکھوں میں سرمہ لگانا آنکھوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص عاشورہ کے روز اثمد کا سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ (رواہ البیہقی عن ابن عباس)

حضرتِ ملا علی قاری رحمۃ الباری اپنی کتاب،، موضوعات الکبیر،، میں تحریر فرماتے ہیں کہ عاشورہ کے روز آنکھوں میں سرمہ لگانا خوشی کے اظہار کے لیے نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ یہ خارجی لوگوں کا فعل ہے کہ وہ اس میں خوشی کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ حدیثِ پاک پر عمل کرنے کے لیے آنکھیں میں سرمہ لگانا چاہیے- (الموضوعات الکبیر)

4- عاشورہ کے روز اپنے اہل و عیال کے واسطے گھر میں وسیع پیمانے پر کھانے پینے کا انتظام کرنا چاہیے، تا کہ اللہ رب العزت اس گھر میں سارا سال وسعت فرمائے۔

حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی عاشورہ کے دن اپنے اہل و عیال پر نفقہ پر وسعت کرے گا

تو اللہ رب العزت اس پر سارا سال وسعت فرمائے گا، حضرتِ سفیان ثوری نے فرمایا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکوۃ شریف، صفحہ نمبر170)

حضرتِ محبوبِ سبحانی، قطب ربانی، سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین، جلد دوم، صفحہ نمبر 54 پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرتِ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے پچاس سال اس کا تجربہ کیا تو وسعت ہی دیکھی۔

اسی طرح حضرتِ علامہ مناوی فیض القدیر، جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 234/ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو صحیح پایا اور حضرتِ سیدنا ابنِ عینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے پچاس یا ساٹھ سال اس کا تجربہ کیا تو وسعت ہی پائی، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اس دن وسیع پیمانے پر اپنے اہل وعیال کے لیے کھانے کا انتظام وانصرام کریں۔

5- عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا بڑا ثواب ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور اپنے غلاموں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ عاشورہ کا روزہ رکھو اس دن انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام روزہ رکھتے تھے۔

(جامع صغیر، جلد نمبر چار/صفحہ نمبر/215)

اس حدیث پاک کے تحت علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ عاشورہ کی فضیلت بہت بڑی ہے اور اس کی حرمت قدیم زمانہ سے چلی آتی ہے، ابنِ رجب نے فرمایا کہ اس دن نوح اور موسیٰ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے روزہ رکھا اور اہل کتاب بھی اس روز روزہ رکھتے تھے۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان المبارک کے بعد افضل روزہ اللہ رب العزت نے مہینہ محرم (عاشورہ) کا روزہ ہے اور فرض کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔ (مشکوۃ شریف، صفحہ نمبر171)

حضرتِ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ دار پایا، آپ نے فرمایا کہ یہ کیا دن ہے؟ جس میں تم روزہ رکھتے ہو، انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی، اور فرعون اور اس کی قوم کو ڈبو دیا، لہٰذا حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر یہ اس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں، پس رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے ہم زیادہ حقدار اور زیادہ قریب ہیں تو آپ نے روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیا۔ (مشکوۃ شریف، صفحہ نمبر189)

حضرتِ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ رب العزت پر گمان ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دے گا۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ شریف)

عاشورہ کے دن یہ کام ممنوع ہیں

عاشورہ کے روز سیاہ لباس پہننا، سینہ کوبی کرنا، کپڑے پھاڑنا، بال نوچنا، نوحہ کرنا، پیٹنا، چھری چاقو سے بدن زخمی کرنا، جیسا کہ رافضیوں کا طریقہ ہے ایسے افرال تشیعہ سے اجتناب کلی کرنا چاہیے، حضرتِ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ: ہمارے طریقہ پر وہ نہیں ہے جو رخساروں کو مارے اور گریباں پھاڑے اور پکارے جاہلیت کا پکارنا۔

(رواہ البخاری ومسلم، مشکوۃ شریف، صفحہ نمبر140)

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

قارئین کرام! اگر آپ میں سے کسی کو رسالہ نہیں مل پا رہا ہے تو 8755096981 پر ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

(از: ڈاکٹر فیض احمد چشتی *

رسوماتِ محرم اور ان کے احکام

واقعہ کربلا کا غم ہر مسلمان کے دل میں ہونا چاہیے اور یہ اہل بیت سے محبت کی علامت ہے، مگر شریعت محمدی ہمیں صبر کا درس دیتی ہے لہٰذا اس غم کا اظہار مرثیہ وماتم اور چیخیں مار کر رونے کی صورت وغیرہ میں نہیں ہونا چاہیے۔ جسے اس واقعۂ کربلا کا غم نہیں اس کی محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم سے ناقص اور جس کی محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم سے ناقص ہے اس کا ایمان ناقص ہے۔

مصیبت پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اپنی مصیبت یا مصائب اہل بیت کو یاد کر کے ماتم کرنا یعنی ہائے ہائے، واویلا کرنا، چہرے یا سینے پر طمانچے مارنا، کپڑے پھاڑنا، بدن کو زخمی کرنا، نوحہ وجزع فزع کرنا، یہ باتیں خلاف صبر اور ناجائز وحرام ہیں، جب خود بخود دل پر رقت طاری ہو کر آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں اور گریہ آجائے تو یہ رونا نہ صرف جائز بلکہ موجب رحمت و ثواب ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون۔ ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔" (سورۃ البقرہ، آیت 154)

ماتم تو ہے ہی حرام، تین دن سے زیادہ سوگ کی بھی اجازت نہیں ہے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان لائی ہو، اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ اپنے خاوند کی (موت پر) چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ (بخاری، حدیث 299)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ليس لاحد ان يعداً اكثر من ثلاثة ايام الا المراة على زوجها حتى تنقضي عدتها۔ ترجمہ: کسی مسلمان کو کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا سوائے عورت کے کہ وہ عدت کے ختم ہونے تک اپنے خاوند کی موت پر سوگ کر سکتی ہے۔" (من لا یحضرہ الفقیہ، ج1)

اس حدیث سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو ہر سال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سوگ مناتے ہیں اور دس دن سینہ کوبی کرتی ہیں۔ چارپائی پر نہیں سوتے، اچھا لباس نہیں پہنتے اور کالے کپڑے پہنتے ہیں۔ ہاں ایصال ثواب کرنا ان کی یاد منانا اور ذکر اذکار جائز ہے، یہ سوگ نہیں ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: کون سا سنی ہوگا جسے واقعہ ہائلہ کربلا کا غم نہیں یا اس کی یاد سے اس کا دل محزون اور آنکھ پرنم نہیں، ہاں مصائب میں ہم کو صبر کا حکم فرمایا ہے، جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اسے جھوٹا اظہارِ غم ریا ہے اور قصداً غم آوری وغم پروری خلافِ رضا ہے۔ جسے اس کا غم نہ ہو اسے بیغم نہ رہنا چاہئے بلکہ اس غم نہ ہونے کا غم چاہئے کہ اس کی محبت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص اس کا ایمان ناقص۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 500–501، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض وروگردانی کریں، اس کی طرف دیکھنا ہی نہیں چاہیے۔ (عرفان شریعت، حصہ اوّل، صفحہ 15)

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت محل عبادت ٹھہرا تھا، ان بے ہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ یہ کچھ

اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا خود ساختہ تصویریں بعینہٖ حضرات شہداء رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جنازے ہیں۔

کچھ اتارا باقی توڑا اور دفن کر دیئے۔ یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم دو وبال جداگانہ ہیں۔ اب تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے، قطعاً بدعت وناجائز حرام ہے، تعزیہ پر چڑھایا ہوا کھانا نہ کھانا چاہیے، اگر نیاز دے کر چڑھائیں، یا چڑھا کر نیاز دیں تو بھی اس کے کھانے سے احتراز کریں۔ (رسالہ تعزیہ داری)

تعزیہ بنانا کیسا؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تعزیہ بنانا بدعت وناجائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 24، ص 501، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تعزیہ داری میں تماشا دیکھنا کیسا؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چونکہ تعزیہ بنانا ناجائز ہے، لہٰذا ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ (ملفوظات شریف، ص 286)

تعزیہ پر منت ماننا کیسا؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تعزیہ پر منت ماننا باطل اور ناجائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 24، ص 501، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تعزیہ پر چڑھاوا چڑھانا اور اس کا کھانا کیسا؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تعزیہ پر چڑھاوا چڑھانا ناجائز ہے اور پھر اس چڑھاوے کو کھانا بھی ناجائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 21، ص 246، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

محرم الحرام میں ناجائز رسومات

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ محرم الحرام کے ابتدائی 10 دنوں میں روٹی نہ پکانا، گھر میں جھاڑو نہ دینا، پرانے کپڑے نہ اتارنا (یعنی صاف ستھرے کپڑے نہ پہننا) سوائے امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے کسی اور کی فاتحہ نہ دینا اور مہندی نکالنا، یہ تمام باتیں جہالت پر مبنی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، ص 488، جلد 24، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

محرم الحرام میں تین رنگ کے لباس نہ پہنے جائیں

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ محرم الحرام میں (خصوصاً یکم تا دس محرم الحرام) میں تین رنگ کے لباس نہ پہنے جائیں، سبز رنگ کا لباس نہ پہنا جائے کہ یہ تعزیہ داروں کا طریقہ ہے۔ لال رنگ کا لباس نہ پہنا جائے کہ یہ اہل بیت سے عداوت رکھنے والوں کا طریقہ ہے اور کالے کپڑے نہ پہنے جائیں کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے، لہٰذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ (احکام شریعت)

عاشورہ کا میلہ

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عاشورہ کا میلہ لغو ولہو وممنوع ہے، یونہی تعزیوں کا دفن جس طور پر ہوتا ہے، نیت باطلہ پر مبنی اور تعظیم بدعت ہے اور تعزیہ پر جہل وحمق وبے معنیٰ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد 24، ص 501، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

دشمنانِ صحابہ کی مجالس میں جانا

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رافضیوں (دشمنانِ صحابہ) کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ (نوحہ) سننا حرام ہے، ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے، ان کی نیاز، نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت۔ محرم الحرام میں سبز اور سیاہ کپڑے علامتِ سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ خصوصاً سیاہ (لباس) کا شعار رافضیاں لیام ہے۔ (فتویٰ رضویہ جدید، 756/23 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مسلمانوں کو چاہیئے کہ محرام الحرام میں خرافات سے بچیں، سبیلوں اور دکانوں پر نوحہ اور مرثیہ کی کیسٹیں ہرگز نہ بجائیں، محترم قارئینِ کرام: بدقسمتی سے لوگوں میں پائی جانے والی خرافات وغیر شرعی رسومات ان کے یومیہ، ماہانہ وسالانہ معمولات کا حصہ بن چکی ہیں اور وہ بڑے اہتمام کے ساتھ ان رسومات کی ادائیگی

کرتے نظر آتے ہیں، اسلامی سال کے پہلے بابرکت اور حرمت والے مہینے محرم الحرام میں پائی جانے والی خرافات و بدعات جن کے سبب اس ماہِ مقدس کی نا صرف بے حرمتی ہوتی ہے بلکہ اسلامی اقدار کا کھل کر مذاق بھی اڑایا جاتا ہے نیز ہمارے شہدائے اسلام بالخصوص شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی یاد منانے کی آڑ میں ایسے غیر شرعی کام سرانجام دیئے جاتے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہیں، جن میں سے خلاصہ کے طور پر درج ذیل ہیں:

◆ تعزیوں کو ماتم کرتے ہوئے گلی گلی پھرانا، تعزیوں کے سامنے سجدہ کرنا، بچوں کو محرم کا فقیر بنا کر بھیک منگوانا۔

◆ مال کو ضائع کرناب، برتن پھوڑنا، دسویں محرم کو گھر میں کھانا پکانے کو معیوب سمجھنا، خود کو فقیر بنا کر بھیک مانگنا وغیرہ۔

◆ ماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا، نوحے پڑھنا، رونا پیٹنا، بطور سوگ سیاہ لباس پہننا، کالے بلے پہننا، نئے لباس کو برا سمجھنا وغیرہ۔

◆ ناچنا، کودنا، رقص کرنا، مرد و عورت کا ایک ساتھ مجالس و محافل میں بیٹھنا، جھوٹے واقعات بیان کرنا وغیرہ۔

◆ جھوٹی منتیں ماننا، امام قاسم کی مہندی نکالنا، فضول کاموں میں لگ کر نمازیں ترک کر دینا وغیرہ۔

◆ حضرت علی و حسنین کریمین یا دیگر بزرگوں رضی اللہ عنہم کی تصاویر بنانا، ان کا احترام کرنا، ان کو حقیقت کا رنگ دینا وغیرہ۔

مذکورہ خرافات و بدعات یا اس طرح کی اور رسومات جو مسلمانوں میں رائج ہیں سب ناجائز و ممنوع ہیں ان سے بچنا ہر صورت لازم ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ خرافات ہماری دنیا اور آخرت کی بربادی کا سبب بن جائیں اور ہمیں علم بھی نہ ہو۔

ماہِ محرّم الحرام یا کسی بھی مہینے میں نکاح منع نہیں ہے

محترم قارئینِ کرام: یہ شرعی مسلہ ہے شرعی مسلے کو شریعت کی روشنی میں دیکھیں اسے کسی تعصب کی نظر نہ کریں باقی احترام دس محرم الحرام مدّنظر رہے کیونکہ اس دن اہل بیت اطہار اور سیّدنا امام حسین علیھم السلام اور آپ کے رفقا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظیم شہادتیں ہوئی ہیں۔ جس چیز کے بارے میں کوئی مخصوص حکم نہ ہو تو وہ کام اصل کے اعتبار سے مباح ہوتا ہے اور علمائے کرام کے مابین یہ متفق علیہ قاعدہ ہے کہ عادات میں جب تک حرمت کی دلیل نہیں ملتی تو اصل جواز ہی ہے، چنانچہ کتاب و سنت، اجماع، یا قیاس اور آثار وغیرہ میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جو ماہِ محرم میں نکاح وغیرہ سے مانع ہو، اس لئے اباحتِ اصلیہ کی بنا پر ماہِ محرم یا کسی بھی ماہ میں نکاح جائز ہے۔

محرم الحرام میں شادی بیاہ و دیگر تقریبات کو ممنوع اور باعث نحوست سمجھنا، حالانکہ بعض روایات کے مطابق حضرت علی اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح محرم الحرام میں ہی ہوا تھا، بعض لوگ محرم الحرام میں شادی کرنے کو برا تصور کرتے ہیں اور اسے بدشگونی (اپنے حق میں برا) قرار دیتے ہیں، اسی طرح دیگر جائز کاموں کو ناجائز سمجھنا یا غیر شرعی رسومات کا اچھا شگن سمجھنا یعنی اپنے حق میں بہتر جاننا ایسے لوگوں کے لئے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا کہ بد شگونی شرک (یعنی مشرکوں جیسا کام) ہے اور ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں، اللہ تعالیٰ اسے توکل کے ذریعے دور کر دیتا ہے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الطب باب فی الطیرۃ، ۴/۲۳، الحدیث ۳۹۱۰)

ایک اور روایت میں ہے: جس نے بدشگونی لی اور جس کے لیے بدشگونی لی گئی وہ ہم میں سے نہیں [یعنی ہمارے طریقے پر نہیں۔] (معجم کبیر، ۱۸/۱۶۲، حدیث ۳۵۵)

اس بارے میں علمائے کرام کا کم از کم اجماعِ سکوتی ہے، کہ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ کرام علیھم الرّحمہ اور ان کے علاوہ دیگر متقدمین یا متاخرین میں سے کوئی بھی ایسا عالم نہیں ملا جو اس ماہ میں شادی، بیاہ اور منگنی کو حرام یا کم از کم مکروہ ہی سمجھتا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی منع کرتا ہے تو اس کی تردید کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور علمائے کرام میں سے کوئی بھی اس کے موقف کا قائل نہیں ہے، ہاں احترام دس محرم الحرام مدنظر رہنا چاہیے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے شادی اسی ماہِ مبارک میں ہوئی، اگرچہ اس قول

کے علاوہ دیگر اقوال بھی ملتے ہیں۔

(تاریخ مدینۃ الدمشق لابن عساکر، ۳/۱۲۸، دارالفکر)

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح سنہ ۲ ہجری میں ہوا؛ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ مہینہ کون سا تھا، تو اس میں تین طرح کے اقوال ملتے ہیں، محرم الحرام، صفر المظفر اور ذوالحجہ! ابن عساکر اور طبری رحمہا اللہ نے محرم الحرام کے مہینے میں نکاح ہونے کی روایت کو ترجیح دی ہے۔

ماہِ محرم کو ماتم اور سوگ کا مہینہ قرار دینا جائز نہیں، حدیث میں ہے کہ عورتوں کو ان کے خویش و اقارب کی وفات پر تین دن ماتم اور سوگ کرنے کی اجازت ہے اور اپنے شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ منانا ضروری ہے، دوسرا کسی کی وفات پر تین دن سے زائد سوگ منانا جائز نہیں، حرام ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر إن تحد على ميت فوق ثلث ليال إلا على زوج أربعة أشهر وعشراً۔ ترجمہ: جو عورت خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے، اس کے لیے جائز نہیں کہ کسی کی موت پر تین رات سے زیادہ سوگ کرے؛ مگر شوہر اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔"

(بخاری، ص ۸۰۳، ج ۲، پ ۲۲)

ماہ محرم الحرام میں شادی وغیرہ کرنے کو نامبارک اور ناجائز سمجھنا سخت گناہ اور اہل سنت و جماعت کے عقیدے کے خلاف ہے، اسلام میں جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا گیا ہو، اعتقاداً یا عملاً ان کو ناجائز اور حرام سمجھنے میں ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ روافض اور شیعہ سے پوری احتیاط برتیں، ان کی رسومات سے علیحدہ رہیں، ان میں شرکت حرام ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مسلم را تشبہ بہ کفار وفساق حرام است۔ یعنی: مسلمانوں کو کفار وفساق کی مشابہت اختیار کرنی حرام ہے۔ (مالابدمنہ، صفحہ نمبر 131)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال ہوا کہ اہل سنت جماعت عشرۂ محرم الحرام کو نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔ (2) ان دس دن میں کپڑے نہیں اُتارتے ہیں، (3) ماہ محرم میں بیاہ شادی نہیں کرتے ہیں۔ (4) ان ایام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد فرمایا: پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے ایک سوال کے جواب میں محرم الحرام میں امام عالی مقام کے نام کا فقیر بن کر بھیک مانگنا یا اپنے بچوں کو فقیر بنا کر بھیک منگوانے کو بھی ناجائز و حرام قرار دیا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ۲۴/۱۰۲)

مذکورہ دلائل سے یہ بات خوب سمجھ آتی ہے کہ جو رسومات شریعت کے دائرہ میں ہیں، انہیں کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ جو دائرہ شریعت سے باہر ہوں ان کا کرنا شریعت کو ناپسند بلکہ بعض اوقات ناجائز و حرام تک پہنچ جاتا ہے، مسلمان کو چیزوں پر نہیں بلکہ اللہ کریم پر بھروسا رکھنے کا حکم ہے، اسی طرح محرم الحرام کے حوالے سے جن فرسودہ رسومات و توہمات کو بیان کیا گیا، اللہ پاک ہمیں ان سے کوسوں دور رکھے اور شہیدان کربلا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۵۳ کا بقیہ..........................

ادبی، شعری اور فنّی محاسن اس میں موجود ہیں، اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاعر ذی وقار حضرت مولانا محبوب گوہر اسلام پوری صاحب کو جزائے خیر سے نوازے اور انھیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے علمی و ادبی و روحانی فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے، آمین۔

◆◆◆

اسلامیات

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن *

اللہ دیکھ رہا ہے

انسان چاہے خلوت میں ہو یا جلوت میں، اکیلے ہو یا لوگوں کے جھرمٹ میں، چھپ کر عمل کرے یا ظاہر میں، الغرض جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل سے باخبر اور اس کا نگہبان ہے، دلوں کے پوشیدہ راز جانتا ہے، زمین وآسمان میں کوئی ذرّہ برابر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں، نیک اعمال پر جزا دیتا ہے اور گنہگاروں کو توبہ کے لیے ڈھیل دیتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔(۱) اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے ذہن میں یہ بات راسخ کر لے، کہ میرا کوئی عمل اللہ تعالی سے پوشیدہ نہیں، لہذا چاہیے کہ اپنے مالکِ حقیقی جَلَّ جَلَالُہٗ کی یاد کو ہر وقت اپنے دل میں بسائے رکھے اور یقینِ کامل رکھے کہ مجھے "اللہ دیکھ رہا ہے! اللہ دیکھ رہا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔(۲) اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۔(۳) یقیناً اللہ تمہارے کام جانتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ شہ رَگ سے بھی زیادہ قریب ہے

اللہ ربّ العالمین ہماری شہ رَگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور ہمارا حال ہم سے زیادہ جانتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔(۴) یقیناً آدمی کو ہم نے پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اُن کا نفس ڈالتا ہے اور ہم دل کی رَگ سے بھی زیادہ اُس کے نزدیک ہیں (یعنی ہم بندے کے حال کو خود اُس سے زیادہ جانتے ہیں) جب اس سے لیتے ہیں دو لینے والے (یعنی انسان کا ہر عمل لکھنے والے دو فرشتے) ایک داہنے بیٹھا اور ایک بائیں، جب بھی بندہ اپنی زبان سے کوئی (اچھی یا بُری) بات نکالتا ہے اُسے لکھنے کے لیے اس کے پاس ایک مُحافظ (فرشتہ) تیار بیٹھا ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمارے کام دیکھ رہا ہے

ہم جہاں کہیں اور جس حال میں بھی ہوں، اللہ تعالیٰ ہمارے سب کام دیکھ رہا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۵) وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں بھی ہو، اور اللہ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے۔"

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"عَالِمٌ بِكُم أَيْنَمَا كُنتم۔(۶) تم جہاں بھی ہو وہ تمہیں جانتا ہے۔"

حضرت سیّدنا عُبادہ بن صامت سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"إنّ مِن أفضل إيمانِ المَرءِ أَن يعلمَ أَنّ اللهَ تعالى مَعَه حَيثُ كَان۔(۷) آدمی کا افضل ترین ایمان یہ ہے کہ وہ اس بات کا یقین رکھے کہ جہاں بھی ہو، اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ہے۔"

فکر آخرت کا حکم

خدانخواستہ اگر دل میں گناہ کرنے کا خیال پیدا ہو، تو خود کو

ذہن نشین کرائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کی کیفیت، خیالات اور ہر گناہ سے آگاہ ہے، لہٰذا اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی اور گناہ کیا، تو بروزِ قیامت اس کے باعث ہماری سخت پکڑ ہوگی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔(۸) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔"

حافظ ابنِ کثیر اللہ تعالیٰ کے فرمان "ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے آگے کیا بھیجا" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "اپنا مُحاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا مُحاسبہ کیا جائے اور دیکھو کہ تم نے کل بروزِ قیامت مالک کی بارگاہ میں حاضری کے لیے، اعمالِ صالحہ کا کونسا ذخیرہ تیار کر رکھا ہے؟! تم جان لو کہ وہ تمہارے تمام اعمال اور اَحوال سے خوب آگاہ ہے، اس پر کوئی چیز مخفی نہیں، تمہارے چھوٹے بڑے سب اعمال اس کے سامنے ہیں۔" (۹)

ہر عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا

اللہ کریم کی رحمت نیک بندوں کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے، آج انسان جو بھی عمل کرتا ہے، بروزِ قیامت اسے دیکھے گا اور اس پر ذرّہ برابر بھی ظلم و زیادتی نہیں ہوگی؛ کیونکہ اللہ اپنے بندوں کے اعمال مُلاحظہ فرما رہا ہے، ارشاد فرماتا ہے:

"وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْــٴًـا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ۔(۱۰) قیامت کے دن ہم عدل و انصاف کی ترازو رکھیں گے، تو کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے برابر ہو تو ہم اسے بھی لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔"

اس تصوّر سے ایک سچے مسلمان کے دل کے تمام گوشے خالق کائنات جل جلالہ کی یاد سے معمور ہو جاتے ہیں اور رگ رگ میں یہ بات سما جاتی ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے! اللہ دیکھ رہا ہے! تو دنیا کی حوس، لالچ اور دیگر گناہوں کی چاہت اس کے دِل سے نکل جاتی ہے، قلب و ذہن پر پڑے پردے دُور ہو جاتے ہیں، اللہ کے نور سے اس کا دِل روشن و منوّر ہو جاتا ہے۔

حضرت سیّدنا لقمان کی وصیت

حضرت سیّدنا لقمان کے بیٹے نے پوچھا کہ ابا جان! اگر تنہائی میں چھپ کر گناہ کیے جائیں تو رب تعالیٰ کیسے جانے گا؟ اس کے جواب میں آپ نے اپنے بیٹے کو جس طرح سمجھایا، اسے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں یوں بیان فرمایا:

"یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ۔(۱۱) اے میرے بیٹے! بُرائی اگر رائی کے دانے برابر ہو، پھر وہ پتھر کی چٹان میں ہو، یا آسمان و زمین کے کسی حصے میں، اللہ اسے بھی لے آئے گا، یقیناً اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے۔"

یعنی نیکی یا بدی کیسی ہی معمولی ہو اور کیسے ہی پوشیدہ مقام پر کی جائے، بروزِ قیامت بندے پر ظاہر کر دی جائے گی، اس کا حساب ضرور ہوگا، یعنی اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر حال میں تمہارے ہر عمل سے خبردار ہے۔

چھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ
وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پروا دیکھ
سر پہ تلوار ہے، کیا ہونا ہے ()

عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو

خالق کائنات جل جلالہ اپنی ساری مخلوق سے باخبر ہے، وہ ہمیں دیکھتا بھی ہے اور ہماری باتیں سنتا بھی ہے اور ہماری دلی کیفیات سے بھی واقف ہے، لہٰذا ہر ایک کو چاہیے کہ جلوت و خلوت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اُن چیزوں سے دُور رہے جن سے اللہ ربّ العالمین نے منع فرمایا ہے، مصطفٰے جانِ رحمت ﷺ سے پوچھا گیا کہ احسان کیا ہے؟ فرمایا: احسان یہ ہے:

"أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔(۱۲) کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا

اسلامیات

تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تمہیں یہ کیفیت نصیب نہیں تو یہی یقین پیدا کرلو، کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

حضرت امام ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ احسان کے پہلے مرتبہ کا مطلب یہ ہے کہ" مسلمان کے دل پر معرفتِ الٰہیہ کا اس قدر غلبہ ہو اور وہ مشاہدۂ حق میں اس طرح کھو جائے کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے" اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ معرفتِ الٰہیہ کے اس مقام پر اگرچہ نہ ہو کہ اللہ کو دیکھے، مگر اس کے ذہن میں ہر وقت یہ بات موجود رہے کہ" وہ جو بھی عمل کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے" (۱۳) اس طرح عبادت کے دو درجے ہو گئے: ایک یہ کہ" عبادت کے وقت یہ خیال جما رہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں" دوسرا درجہ یہ ہے کہ" اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے" جب ایک مسلمان کو یہ درجہ نصیب ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر و باطن کو دیکھ رہا ہے، آنکھوں کی چوری سے لے کر سینے کے اندر تک مطّلع ہے، دل کی دھڑکنوں کے ساتھ خطرات بھی اس سے پوشیدہ نہیں، تو پھر دل میں بغاوت، سرکشی، حکم عدولی، اِطاعت چھوڑنے اور اس کے آداب و شرائط میں کمی کرنے کا، یا کسی گناہ کا خیال بھی نہیں آسکے گا۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مبارک نے ایک شخص سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتے رہا کرو! اس نے اس کی وضاحت کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا: ہمیشہ اس طرح رہو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو" (۱۴) یعنی ہمیشہ اپنے اعمال پر اللہ تعالیٰ کو نگہبان تصوّر کیے رہو!

رمضان المبارک میں ایک ماہ لگاتار روزوں کی مشق سے، رمضان شریف گزر جانے کے بعد بھی کچھ کھاتے پیتے وقت اچانک خیال آتا ہے، کہ میرا تو روزہ ہے اور یہ کیفیت بعد رمضان بھی کئی دنوں تک باقی رہتی ہے، بالکل اسی طرح جب مسلمان ہر وقت یہ تصوّر رکھے گا کہ" مجھے اللہ دیکھ رہا ہے" تو جب کسی ممنوع چیز کی طرف قدم بڑھے گا، یہ تصوّر اس کے قدم روک دے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دلوں کے راز پوشیدہ نہیں

مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے، لہٰذا نجات اسی میں ہے کہ آدمی ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے، گناہوں سے سچی توبہ کرے، اپنی ہر سانس اور حرکت کا مُحاسبہ کرے؛ تاکہ روزِ قیامت کی پریشانی و رُسوائی سے محفوظ رہے، ربِّ ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے:

"وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ۔ (۱۵) جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے، تو اس سے ڈرتے رہو۔"

گنہگاروں کو اللہ کی تنبیہ

بعض لوگ معصیت و نافرمانی میں اس قدر بے خوف اور حد سے بڑھ جاتے ہیں، کہ اعلانیہ گناہوں کا نہ صرف خود اِرتکاب کرتے ہیں، بلکہ دوسروں کو بھی نیک اعمال سے روکتے اور ان کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے، فرشتے ہر قول و فعل کو اُن کے نامۂ اعمال میں لکھ رہے ہیں، انہیں ایک دن موت آنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے، ایسوں کو بطورِ تنبیہ اللہ ربّ العزّت ارشاد فرماتا ہے:

"اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى۔ (۱۶) کیا نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔"

ہر مسلمان کو چاہیے کہ خود کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچائے، شراب نوشی، رشوت ستانی اور ناپ تول میں کمی سے کوسوں دُور بھاگے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو تنگ کرنے سے اجتناب برتے! اللہ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔ (۱۷) یقیناً تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔"

علّامہ اسماعیل حقّی تفسیر" رُوح البیان" میں فرماتے ہیں کہ" اس آیتِ مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے، کہ مجرم اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتے، اللہ اپنے بندوں کے اعمال کا نگہبان ہے، انہیں ان کے اعمال کے مطابق سزا و جزا دے گا، بندے اس سے بچ کر کہیں بھاگ نہیں سکتے، اس کی گرفت اور مُحاسبہ سے کوئی بچ کر نہیں نکل سکتا" (۱۸) علّامہ کاشفی فرماتے ہیں کہ" اللہ تعالیٰ سب کو دیکھتا سب کی سنتا ہے، اس سے کوئی بھی شَے پوشیدہ نہیں" (۱۹)

اللہ تعالیٰ سینوں میں چھپی باتوں سے بھی باخبر ہے

تنہائی یا رات کے اندھیرے میں بھی کسی بُرے کام کا اِرتکاب نہ کریں، اپنے دل ودماغ کو پراگندہ خیالات سے پاک رکھیں؛ کہ اللہ تعالیٰ ہماری چھپی باتوں اور دل کے ارادوں سے بھی خوب واقف ہے اور سب دیکھ رہا ہے؛ کیونکہ اس کا علم ہر چیز پر غالب وحاوی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ۔(۲۰) اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔"

صدر الافاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ" نگاہوں کی خیانت اور چوری، نامحرم کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر ڈالنا ہے اور دِلوں کے راز، سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں" (۲۱) لہٰذا کسی بھی چھوٹے یا بڑے گناہ کا ارتکاب نہ کریں؛ کہ نہ جانے کس گناہ کے باعث اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوجائے اور بروزِ قیامت ہماری پکڑ ہوجائے۔

گناہوں پر دلیری

انسان روزانہ بڑی دیدہ دلیری سے گناہ اور نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے اور یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا، کہ ایک ایسی ذات ہمیں دیکھ رہی ہے، جسے نہ نیند آتی ہے نہ اُونگھ آتی ہے، اللہ ربّ العالمین آنکھوں کی خیانت اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی خوب جانتا ہے، مگر ہم گناہ ونافرمانی کرتے ہوئے لوگوں سے تو ڈرتے ہیں کہ ہمیں کہیں کوئی دیکھ نہ لے، لیکن ہمیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور نہ شرمندگی وندامت کا احساس ہوتا ہے کہ ربِّ کائنات جل شانہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا۔(۲۲) وہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپ سکتے، اللہ ان کے پاس ہے جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہے اور اللہ ان کے کاموں کا اِحاطہ کیے ہوئے ہے۔"

یہ آیت مبارکہ تقویٰ وطہارت کی جڑ ہے، اگر انسان یہ خیال رکھے کہ میرا کوئی حال اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، تو گناہ کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ اپنے علم وقدرت سے ہر وقت ہمارے ساتھ ہے، اس سے شرم وحیا زیادہ ہونی چاہیے، اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، اس نے اپنے علم وقدرت سے ساری کائنات کو اپنے اِحاطے میں لے رکھا ہے۔

کوئی دیکھے نہ دیکھے اللہ تو دیکھ رہا ہے

ایک رات حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب اپنے عہدِ خلافت میں، لوگوں کی خبر گیری میں مصروف تھے کہ آپ کو تھکاوٹ محسوس ہوئی، آپ نے کسی گھر کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگالی، اسی دَوران کسی خاتون کو اپنی بیٹی سے یہ کہتے سنا، کہ بیٹی! جاؤ اٹھو اور دودھ میں پانی ملادو، بیٹی نے کہا: اماں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب نے اس سے منع فرمایا ہے! ماں نے کہا کہ بیٹی جاؤ تم دودھ میں پانی ملادو، حضرت عمر تو ہمیں نہیں دیکھ رہے، اس لڑکی نے جواب دیا کہ اماں حضرت عمر اگرچہ ہمیں نہیں دیکھ رہے، لیکن ان کا رب تو دیکھ رہا ہے! حضرت سیّدنا عمر کو اس نیک لڑکی کا جواب بہت پسند آیا، آپ نے اپنے غلام اسلم سے فرمایا:

"یا أسلمُ! علِّم الباب واعرفِ الموضعَ۔ اے اسلم! اس دروازہ کی شناخت رکھنا، اور یہ جگہ بھی یاد رکھنا" پھر وہاں سے آگے چل دیئے۔"

جب صبح ہوئی تو حضرت سیّدنا عمر نے فرمایا: یا أسلمُ! امضِ إلی ذلکَ الموضعِ فانظرْ مَن القائلۃُ، ومَن المقولۃُ لھا، وھلْ لھمْ مِنْ بعلٍ۔ اے اسلم! وہاں جا کر معلوم کرو کہ وہ کون دو عورتیں تھیں جو آپس میں بات کر رہی تھیں؟ اور کیا ان کے ہاں کوئی مرد ہے؟ حضرت سیّدنا عمر فاروق کے غلام حضرت اسلم معلومات لے کر واپس آئے اور حضرت سیّدنا عمر کو بتایا کہ وہ لڑکی کنواری اور غیر شادی شدہ ہے اور وہ عورت اُس کی ماں ہے اور ان کے ہاں کوئی مرد نہیں۔

اسلامیات

حضرت سیّد نا عمر نے اپنے بچوں کو بلایا اور اُن کو حقیقت حال سے آگاہ کیا، پھر فرمایا: هلْ فيكمْ مَنْ يحتاجُ إلَى امرأةٍ أزوِّجهُ؟ ولوْ كانَ بأبيكمْ حركةٌ إلَى النساءِ، مَا سبقهُ أحدٌ منكمْ إلَى هذهِ الجاريةِ۔ کیا تم میں سے کسی کو عورت کی حاجت ہے تو میں اس کی شادی کرا دُوں؟ اگر تمہارے باپ میں عورتوں کی حاجت ہوتی، تو تم میں سے کوئی بھی اس لڑکی سے (اس کی نیک نامی کے باعث) نکاح کرنے میں، مجھ پر سبقت نہ لے سکتا" حضرت سیّد نا عبداللہ بن عمر اور حضرت سیّد نا عبدالرحمن بن عمر نے عرض کی: ہم شادی شدہ ہیں، جبکہ آپ کے بیٹے حضرت سیّد نا عاصم بن عمر نے عرض کی: ابا جان! میں غیر شادی شدہ ہوں لہٰذا آپ میری شادی کرا دیں۔ اپنے بیٹے کی رضامندی جان کر حضرت سیّد نا عمر فاروق نے اُس لڑکی کو پیغام نکاح بھیجا اور حضرت سیّد نا عاصم سے اُس کی شادی کرا دی، بعد میں اسی نیک خاتون کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی، جو حضرت سیّد نا عمر بن عبدالعزیز کی والدہ بنیں" (۲۳)

خود اپنا مُحاسبہ کیجیے

ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنا محاسبہ کرتا رہے، ان شاء اللہ! اس کے سبب گناہوں سے بچنے میں کامیابی نصیب ہوگی، قیامت کے دن حسرتوں میں کمی ہوگی اور جس نے دنیا میں اپنا مُحاسبہ نہیں کیا، وہ آخرت میں حسرت کا شکار ہوگا، قیامت کے دن اسے حساب کے لیے زیادہ دیر تک رُکنا پڑے گا، حضرت سیّد نا عمر بن خطّاب نے فرمایا: حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تحاسَبُوا۔ (۲۴) دنیا میں اپنا مُحاسبہ کرلو، اس سے پہلے کہ آخرت میں تمہارا حساب ہو" یعنی روزِ قیامت کی پکڑ سے پہلے ہی گناہوں سے سچی توبہ کرلو، نیک اعمال پر استقامت حاصل کرلو، ورنہ آخرت میں ندامت و شرمندگی اُٹھانی پڑے گی، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ روزانہ کچھ نہ کچھ وقت ضرور اپنا مُحاسبہ کرے، کہ آج میں نے نیک عمل کتنے کیے؟ اور کہاں کہاں رب تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی؟! حضرت سیّد نا وَہب بن منبّہ نے فرمایا: حقٌّ علَى العاقلِ أَنْ لَا يَشْغَلَ عَنْ أَربعِ ساعاتٍ: ساعةٌ يُناجِي فيها ربَّه، وساعةٌ يحاسِبُ فِيها نفسه۔ (۲۵) الحدیث۔ عقلمند پر لازم ہے کہ وہ چار اوقات سے غافل نہ ہو، ان اوقات میں سے ایک وقت اپنے رب تعالیٰ سے مُناجات کے لیے مخصوص کرے اور ایک مخصوص وقت خود اپنا مُحاسبہ کرنے کے لیے نکالے۔"

اللہ و رسول سے ہمارے راز پوشیدہ نہیں

مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسلمانوں کے لشکر کے ہمراہ غزوۂ تبوک سے مدینہ منوّرہ کی طرف واپس ہوئے، تو اس غزوہ سے پیچھے رہ جانے اور بہانے بنانے والے منافقین، راستے ہی میں آپ سے ملاقات کے لیے پہنچ گئے اور مختلف قسم کے حیلے بہانے کرنے لگے، کہ ہم فلاں فلاں مجبوری کے باعث جہاد میں شریک نہیں ہو سکے! اللہ تعالیٰ نے ان بہانے باز منافقین کے بارے میں فرمایا:

"وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (۲۶) اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے، پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے، وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔"

یعنی بارگاہِ رسالت میں اپنے بارے میں تمہیں کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں، وہاں شیخی کام نہیں آتی، انہیں تو ہر شخص کی حقیقت کا پتا چل جاتا ہے، ان کی بارگاہ میں شیخی بگھارنے کے بجائے مُعافی چاہو، بہانے وعُذر کے بجائے توبہ کرو؛ کیونکہ عملی گناہ کی معافی، عملی توبہ اور اچھے اعمال سے ہوگی، حضرت سیّد نا فرقد سنجی فرماتے ہیں کہ منافق جب دیکھتا ہے کہ اُسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو وہ گُناہ کر ڈالتا ہے، افسوس! کہ وہ اِس بات کا تو خیال رکھتا ہے کہ لوگ اُسے نہ دیکھیں، مگر اللہ دیکھ رہا ہے اس بات کا لحاظ نہیں کرتا۔" (۲۷)

اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن سے آگاہ ہے

کائنات میں کوئی ایسی جگہ نہیں جو اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ ہو، نیز اللہ ربّ العالمین ظاہر کے ساتھ ساتھ ہمارے باطن سے بھی آگاہ ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اسلامیات

"اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ۔ (۲۸) کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے، جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔"

حضرت سیّدنا ابو عثمان بیان کرتے ہیں، کہ مجھ سے حضرت ابوحفص نے فرمایا کہ" جب تم لوگوں کے لیے (وعظ کی) مجلس کا انعقاد کرو، تو اپنے نفس اور دل کے لیے واعظ بن جاؤ، کہ کہیں مجلس میں لوگوں کی آمد تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے؛ کیونکہ لوگ تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں، جبکہ رب تعالیٰ تمہارے باطن کو دیکھ رہا ہے۔" (۲۹)

حضرتِ سیّدنا امام غزالی نے فرمایا کہ" کسی بزرگ کا ایک نوجوان شاگرد تھا، وہ بزرگ اس کی بڑی تعظیم کیا کرتے، اسے دوسروں سے مقدَّم رکھا کرتے تھے، ان کے دیگر شاگردوں نے پوچھا کہ آپ اس کی اتنی عزّت کرتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ بزرگ نے کچھ پرندے منگوائے اور اپنے ان شاگردوں کو ایک ایک پرندہ دے کر فرمایا، کہ اسے ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو، سب لوگ اپنا اپنا ذبح کیا ہوا پرندہ لے کر واپس بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، مگر وہ نوجوان زندہ پرندہ ہی ہاتھ میں پکڑے ہوئے واپس آیا، بزرگ نے پوچھا کہ دوسروں کی طرح تم نے پرندہ کیوں ذبح نہیں کیا؟ اس نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو مجھے ہر جگہ دیکھ رہا ہے، یہ جواب سن کر لوگ سمجھ گئے کہ آخر یہ نوجوان کیوں زیادہ قابلِ احترام ہے۔" (۳۰)

گناہ سے بچنے کے تین طریقے

ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں ہمیشہ اللہ ربّ العالمین کی معصیت و نافرمانی سے بچنا ہے اور گناہوں سے اجتناب کرنا ہے، لیکن اس کے باوجود اگر شیطان بہکانے میں کامیاب ہو جائے اور دل گناہ کی طرف مائل ہو جائے، تو اپنی توجّہ ان تین اُمور کی طرف مبذول کریں؛ کہ ان کے سبب گناہوں سے بچنے میں بہت مدد ملے گی: (۱) جلوت وخلوت میں اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے، (۲) فرشتے ہمارے اچھے بُرے اعمال لکھ رہے ہیں، (۳) اور ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

(1) جلوت وخلوت میں اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے

جلوت ہو یا خلوت اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہماری ہر بات حتی کہ انتہائی خفیف سرگوشی کو بھی سُن رہا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَا یَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَیْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ (۳۱) اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں، جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی (سرگوشی ہو) تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم کی اور نہ زیادہ کی، مگر یہ کہ وہ اُن کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں، پھر انہیں قیامت کے دن بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا، یقیناً اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

(۱) فرشتے ہمارے اچھے بُرے اعمال لکھ رہے ہیں

جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل سے باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے، وہیں دوسری طرف خالق کائنات کے حکم سے اس کے فرشتے ہمارے اچھے بُرے تمام اَعمال واَقوال کو ایک رجسٹر میں بطورِ ریکارڈ تحریر کر رہے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ۔ (۳۲) کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم اُن کی آہستہ باتیں اور اُن کی مشاورت نہیں سنتے! ہاں کیوں نہیں (یعنی یقیناً سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے (بھی) اُن کے پاس لکھ رہے ہیں۔"

(۲) اعمال نامہ لکھنے کا حکم

جو لوگ غفلت کا شکار ہو کر دنیا کی رنگینیوں میں گم ہیں اور گناہوں بھری زندگی گزار رہے ہیں، انہیں یہ بات خوب یاد رکھنی

چاہیے کہ کراماً کاتبین (نیکیاں اور گناہ لکھنے والے فرشتے) ہمارے ہر عمل کو اپنے پاس تحریر کر رہے ہیں، کہ کل بروز قیامت اُن کے اقرار و اعتراف کے سِوا کوئی چارہ اور فرار کی راہ نہیں ہوگی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (۳۳) ہمارا یہ نوشتہ (اعمال نامہ) تم پر حق بولتا ہے، ہم لکھ رہے تھے جو تم نے کیا۔" یعنی ہم نے فرشتوں کو تمہارے اعمال لکھنے کا حکم دیا تھا۔

(۳) ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے

ہر انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کو بار بار باوَر کرائے، کہ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس کا ذائقہ ہر ذی رُوح (جاندار) کو چکھنا ہے؛ کہ اس تصوّر کے باعث گناہوں سے بچنے میں بڑا مدد ملے گی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ (۳۴) ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے (یعنی اعمال کے صلے) تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے، جو آگ سے بچا کر جنّت میں داخل کیا گیا وہ مُراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔"

دل کا سکون وچین

"اللہ دیکھ رہا ہے" اس تصوّر کے سبب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتا ہے اور یوں اللہ کی یاد کے سبب وہ گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ دلی اطمینان، سکون وچین بھی حاصل کر لیتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (۳۵) وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے سکون وچین پاتے ہیں، سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔"

گویا گناہ سے انسان کا دل بے چین ہوتا ہے اور جب اللہ کو یاد کرتا ہے تو اسے چین وسکون نصیب ہوتا ہے، لہٰذا ہر گھڑی اپنے دل کو یادِ الٰہی سے معمور رکھیں، گناہوں سے کوسوں دُور بھاگیں اور ہمیشہ یہ تصوّر قائم رکھیں کہ "اللہ دیکھ رہا ہے" اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید واثق ہے کہ اس تصوّر کی بدولت گناہوں سے بچنے میں مدد ملے گی اور نیک اعمال کی طرف رغبت بڑھے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ!

اے اللہ! ہمیں ہر دم اپنی یاد کی توفیق عطا فرما، ہمیں گناہوں سے بچا، نیک اعمال کی توفیق عطا فرما، ہمارے ظاہر و باطن اور قول وفعل کے تفاوت کو ختم فرما، ہمیں اعمالِ صالحہ کا جذبہ وسعادت عطا فرما، اپنی موت کو یاد رکھنے اور اس کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرما اور فکرِ آخرت کی سوچ عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقِہ ونورِ عرشِہ، سیّدِ نا ونبیِّنا وحبیبِنا وقرۃِ اَعیننا محمد، وعلی آلہ وصحبہٖ اَجمعین وبارَک وسلم۔

حوالہ جات: (۱) پ4، النِساء 1. (۲) پ3، البقرۃ 265. (۳) پ14، النَحل 91 (۴) پ26، ق 16–18 (۵) پ 27، الحدید 4 (۶) "الدرّ المنثور" پ 27، الحدید، تحت الآیۃ 4، 8/49 (۷) المرجع نفسہ (۸) پ 28، الحشر 18 (۹) "تفسیر القرآن العظیم" پ28، الحشر، تحت الآیۃ ۱۸، ٤/ ۳٤۸ (۱۰) پ ۱۷، الآنبیاء. ٤۷ (۱۱) پ ۲۱، لقمان ۱٦ (۱۲) "حدائق بخشش" حصّہ اوّل، راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے 167 (۱۳) "صحیح البخاری" کتاب الاِیمان، ر ۵۰، ص ۱۲ (۱۴) "فتح الباری" کتاب الاِیمان، تحت ر 50، ۱/ ۱٤۸ (۱۵) "اِحیاء علوم الدّین" کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، المقام 1، ٤/ 421 (۱٦) پ ۲، البقرۃ ۲۳۵ (۱۷) پ30، العَلَق 14 (۱۸) پ30، الفجر 14 (۱۹) "روح البیان" پ 30، الفجر، تحت الآیۃ 14، 10/ 427، ملخّصاً (۲۰) انظر "روح البیان" تحت الآیۃ 14، 10/ 427، نقلاً عن الکاشفی (۲۱) پ 24، المؤمن 19 (۲۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ 24، المؤمن، زیرِ آیت 19/ 866 (۲۳) پ ۵، النساء ۱۰۸ (۲۴) انظر "سیرۃ و مناقب عمر بن عبد العزیز الخلیفۃ الزاہد" ص10 (۲۵) "سنن الترمذی" اَبواب صفۃ القیامۃ، تحت ر ۲٤۵۹ ص ۵٦۰ (۲٦) "شُعب الاِیمان" باب فی تعدید نعم اللہ... اِلخ، ر ٤٦۷۷، ٤/ ۱٦۹۱ (۲۷) پ ۱۱، التوبۃ ۹٤ (۲۸) "اِحیاء علوم الدین" کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، المقام 1، ٤/ 422 (۲۹) پ ۱، البقرۃ ۷۷ (۳۰) "اِحیاء علوم الدین" کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، المقام 1، ٤/ 421 (۳۱) المرجع نفسہ (۳۲) پ28، المجادَلۃ 7 (۳۳) پ25، الزخرف 80 (۳۴) پ25، الجاثیۃ 29 (۳۵) پ 4، آل عمران 185 (۳٦) پ ۱۳، الرَعد ۲۸

◆◆◆

از: مولانا عبداللطیف علیمی *

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

ملفوظات

سوال: لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا کیسا ہے؟

جواب: لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام و ناجائز ہے کیونکہ مرد کا ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ستر ضروری ہے، بلا ضرورت ستر کھولنا جائز نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں :

" لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے۔"

لہٰذا لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانے سے اجتناب ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔ (بہار شریعت، ج ۱/ح ۲/ص ۳۸/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: داڑھی منھ چھپا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: سردی کے موسم میں عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ٹھنڈک کی وجہ سے کان اور داڑھی مفلر یا رومال وغیرہ سے چھپا کر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ داڑھی، منھ، ناک چھپا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے البتہ کان چھپا کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" ناک اور منہ کو چھپانا اور بے ضرورت کھنکار نکالنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے۔" (بہار شریعت، ج ۱/ح ۳/مکروہات کا بیان)

سوال: کیا فقط کتے کے چھو جانے سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے؟

جواب: عوام میں مشہور ہے کہ کتے کا بدن اگر انسان کے جسم یا کپڑے سے لگ جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے جبکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ کتے کا جسم انسان کے کپڑے یا بدن سے صرف چھو جانے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے ہاں اگر کتے کے جسم پر کوئی ناپاکی لگی ہو اور وہ اس کے جسم سے چھوٹ کر انسان کے کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو وہ جگہ ناپاک ہوگی نہ کہ پورا کپڑا یا بدن ایسے ہی کتے کا پسینہ اور اس کا تھوک بھی ناپاک ہے وہ بھی جہاں لگے گا ناپاک ہو جائے گا خواہ کپڑا ہو یا بدن لیکن اگر ایسی کوئی صورت نہ ہو تو صرف چھو جانے یا کپڑے سے لگ جانے کی وجہ سے ناپاکی کا حکم نہ ہوگا، بہار شریعت میں ہے :

" کتا، بدن یا کپڑے سے چھو جائے تو اگرچہ اس کا جسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں اگر اس کے بدن پر نجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لعاب لگے تو ناپاک کر دے گا۔"

(بہار شریعت، ج ۱/ح ۲/ص ۱۰۱/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: نماز جنازہ میں ایک ایک ہاتھ کھول کر سلام پھیرنا کیسا ہے؟

جواب: عام طور پر دیکھا گیا ہے لوگ نماز جنازہ میں ایسا کرتے ہیں کہ جب دائیں جانب سلام پھیرتے ہیں تو پہلے دایاں ہاتھ کھولتے ہیں پھر جب بائیں جانب سلام پھیرتے تو بایاں ہاتھ کھولتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کچھ پڑھے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کھول کر سلام پھیر دینا چاہیے، بہار شریعت میں ہے :

" چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے۔" (بہار شریعت، ج ۱/ح ۴/ص ۱۰۴/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا عورت کے انتقال کے بعد شوہر کندھا نہیں دے سکتا ہے؟

جواب: عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ عورت اگر انتقال کر جائے تو شوہر اس کو نہ دیکھ سکتا اور نہ کندھا دے سکتا ہے یہ جہالت ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد مرد عورت کو نہ چھو سکتا ہے نہ نہلا سکتا ہے لیکن دیکھنے اور کندھا دینے میں کوئی حرج نہیں، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" عورت مر جائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے

* مضمون نگار دار الافتا فیضانِ تاج الشریعہ بریلی شریف کے طالب علم ہیں۔

اور دیکھنے کی ممانعت نہیں، عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منھ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔"

(بہار شریعت، ج۱رح٤رص ۸۱۳ر قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال میت کے ہاتھ سینے پر رکھے جائیں یا بغل میں؟

جواب: بعض جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ میت کا ہاتھ سینے کے اوپر رکھتے ہیں یا ناف کے نیچے رکھتے ہیں جیسا کہ نماز میں یہ درست نہیں کیونکہ میت کا ہاتھ سینے پر رکھنا منع ہے اس لیے کہ یہ یہودیوں اور نصرانیوں کا طریقہ ہے مستحب یہ ہے کہ میت کے ہاتھ پہلو میں رکھے جائیں، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینے پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے، بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔" (بہار شریعت، ج۱رح٤)

سوال: کیا آنکھ پھڑکنے سے کوئی نقصان ہوتا ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب مرد کی بائیں آنکھ پھڑکتی ہے تو کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے ایسے ہیں جب عورت کی دائیں آنکھ پھڑکتی ہے تب بھی کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے، اس کے برعکس ہو تو کہتے ہیں کہ خوشی ملتی ہے یہ محض لغو خیال ہے شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بدفالی جائز نہیں جیسے آنکھ پھڑکنے کو براشگون مانتے ہیں اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے۔" (فتاویٰ بحر العلوم، ج٤رص ۱٤٥رامام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف)

سوال: کیا بلی راستہ کاٹ دے تو نقصان ہوتا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کسی گلی یا راستے سے جارہے ہیں اور سامنے سے بلی گزر جائے تو کچھ دیر کے لیے ٹھہر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلی راستہ کاٹ گئی اور براشگون لیتے ہیں کہتے ہیں کہ اب کچھ نہ کچھ نقصان ہوسکتا ہے اور اس چیز کو بدفالی خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ سب بیکار کی باتیں ہیں اسلام میں ایسا کچھ بھی نہیں کیوں کہ بلی کے راستہ کاٹنے سے براشگون لینا بدفالی خیال کرنا غیر مسلموں کا طریقہ ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح کے خیالات ہرگز نہ رکھیں بلکہ یہ عقیدہ رکھیں کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا، حدیث شریف میں ہے:

"روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اچھی فال تو لیتے تھے بدفالی نہ لیتے تھے۔" (مرآۃ المناجیح، ج٦رص ۲۲۱ر نعیمی کتب خانہ گجرات)

سوال: کیا خنزیر کا نام لینے سے چالیس دن تک زبان ناپاک رہتی ہے؟

جواب: یہ بات عوام میں بہت مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص خنزیر کا نام لے لے یا ویسے ہی کہ دے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب اس کی زبان چالیس دن تک ناپاک رہے گی یہ لوگوں کی غلط فہمی اور ان کی جہالت ہے صحیح بات یہ ہے کہ مذہب اسلام میں خنزیر کھانا حرام اور اس کا گوشت، پوست، ہڈی، بال، پسینہ اور تھوک وغیرہ پورا بدن اور اس سے خارج ہونے والی ہر چیز ناپاک ہے حتیٰ کی اس سے نفرت کرنا مومن کی شان ہے لیکن اس کے نام لینے کی وجہ سے یہ کہنا کہ زبان ناپاک ہوگئی غلط ہے، البتہ بلا ضرورت نام نہیں لینا چاہیے، واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: جانوروں کو آپس میں لڑانا کیسا ہے؟

جواب: کچھ علاقوں میں جانوروں کا لڑائی میں مقابلہ کرواتے ہیں جبکہ مرغا، بکرا یا بیل، تیتر، بٹیر وغیرہ اور دیگر جانوروں کو آپس میں لڑانا حرام ہے اس لیے کہ انہیں بلا وجہ ایذا پہنچانا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور بعض جگہ پر تو مال کی شرط پر جانور لڑائے جاتے ہیں یہ جوا بھی ہے اور حرام در حرام اور ان کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے

ملفوظات

لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں لعل لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کو ایذا ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ۹ / نصف آخر، ص ۱۹۵ / رضا اکیڈمی ممبئی)

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

" جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشہ دیکھنا یہ بھی ناجائز ہے۔"

(بہار شریعت، ج ٤ / ح ١٦ / ص ١٣١ / قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا نوٹوں کا ہار پہننا جائز ہے؟

جواب: آج کل لوگوں میں یہ رواج ہے کہ خوشی کے موقع پر خاص طور سے شادی بیاہ اور جلسوں وغیرہ میں نوٹوں کا ہار پہنتے اور پہناتے ہیں یہ طریقہ شرعاً درست نہیں بلکہ ناجائز و گناہ ہے اور نوٹوں کا ہار پہننا اس لیے درست نہیں ہے کہ اس میں فخر و ریا اور مال و دولت سے دلی محبت کے اظہار کی خوشی پائی جاتی ہے لہٰذا اس کا استعمال ناجائز ہے، البتہ خالص پھولوں کا سہرا یا ہار بالکل جائز ہے، فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے:

" روپیہ کا مالا پہننا حرام ہے۔"

(فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۲ / ص ۴۱ ۳ / فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال: کھانا کھانے کے لیے پوچھنے پر اس کے جواب میں ''بسم اللہ کرو'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: کھانا کھاتے وقت جب کوئی آجاتا ہے تو ہندوستان کا عرف یہ ہے کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں؛ کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ، اگر نہ پوچھیں تو طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا تک نہیں، یہ بات یعنی دوسرے مسلمان کو کھانے کے لئے بلانا اچھی بات ہے مگر بلانے والے کو یہ چاہیے کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لیے نہ ہو بلکہ دل سے پوچھے اور یہ بھی رواج ہے کہ جب کسی کو کھانے کے لیے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے بسم اللہ یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں، اس موقع پر بسم اللہ کہنے کو علمائے کرام نے بہت سخت ممنوع فرمایا بلکہ اس موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے مثلاً اللہ برکت دے، اللہ زیادہ دے۔

(بہار شریعت، ج ٤ / ح ١٦ / ص ٢٠ / قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا پان کھانا سنت ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ پان کھانا سنت ہے حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ پان کھانا نہ سنت ہے اور نہ ہی مستحب بلکہ مباح ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

" پان کھانا نہ سنت ہے نہ مستحب صرف مباح ہے ہاں بعض عوارج خارجیہ کے باعث مباح ہوسکتا ہے جیسے کھانے میں میزبان کی دل شکنی ہو یا بوسۂ زوجہ کے لئے منھ کو خوشبودار کرنے کی نیت سے بلکہ واجب بھی جیسے ماں یا باپ حکم دے اور نہ ماننے میں اس کی ایذا ہو یوں ہی عارض کے سبب مکروہ بھی ہوسکتا ہے جیسے تلاوت قرآن مجید میں بلکہ حرام بھی جیسے نماز میں۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ۹ / ص ۲۰۶ / رضا اکیڈمی ممبئی)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

" پان بلاشبہ جائز ہے اور زمانہ حضرت شیخ العالم فرید الدین گنج شکر و حضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ والدین علیہما الرضوان سے مسلمان میں بلا نکیر رائج ہے۔" (مرجع سابق، ص ۱۱۱)

◆◆◆

جماعت رضائے مصطفیٰ

یہ اعلیٰ حضرت کی قائم فرمودہ ایک روشن تاریخ کی حامل جماعت ہے، جس کی نشاۃ ثانیہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی۔

برادران اہل سنت اپنے اپنے علاقے میں اس کی شاخیں قائم کریں، اس عظیم جماعت کے ممبر بنیں اور مرکز سے جڑ کر اپنی ملّی و مذہب خدمات انجام دیں اور کامیابیوں سے ہمکنار رہوں۔

مزید معلومات کیلئے 7055078621 پر رابطہ کریں۔

از: مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی*

اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

تبصرہ و نظر

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ایک شعر ان دنوں موضوع بحث بنا ہوا ہے، بحث کی ابتدا پاکستان کے اکمل عطاری صاحب کی تنقید سے شروع ہوئی، جس میں موصوف نے مذکورہ شعر کو گہرا قرار دیتے ہوئے بغیر توضیح وتشریح کے پڑھنا عوام الناس کے لیے خطرناک بتایا، اسی تنقید پر اہل علم کے درمیان مباحثہ چل رہا ہے۔

ہم اس تحریر میں عطاری صاحب کی تنقید اور شعر کی معنویت کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تاکہ عطاری صاحب کی تنقید اور شعر کا درست مفہوم ظاہر ہو سکے، اس مقام پر چند بنیادی چیزیں سمجھ لی جائیں تو امید ہے کہ سارا مطلع صاف ہو جائے گا۔

خاطر کے معانی اور استعمال

الفاظ کی دنیا بھی نہایت وسیع وعریض ہے، جہاں صرف معانی ہی نہیں، اس کی باریکیاں، ان کا استعمال اور عرف وتعامل کا اثر دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے، کئی بار حقیقت مجاز کے آگے اور لغت عرف کے سامنے کہیں پوشیدہ ہو جاتی ہے اور جو بات یا معنی عوام خواص میں رائج ہو اسی کا اعتبار کرنا ضروری ہو جاتا ہے، کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ لفظ کے ظاہرے سے انسانی ذہنی دوسری جانب نکل جاتا ہے اس لیے گفتگو میں الفاظ کے ساتھ اس کے معانی اور معانی کے ساتھ اس کی باریکیاں اور عرف عوام کا خیال بھی از حد ضروری ہوتا ہے، تاکہ لغت، حقیقت یا الفاظ کے پیچ وخم کی وجہ سے ذہن وفکر اضطراب وانتشار کا شکار نہ ہو سکے، تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے جس شعر پر بحث ومباحثہ کا دور جاری ہے وہ یہ ہے:ے

آپ کی خاطر بنائے دو جہاں
اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

اسی شعر کے مصرعہ ثانی پر عطاری صاحب سے سوال کیا گیا تو آپ نے نقد کرتے ہوئے چند نکات بیان کیے جن کا خلاصہ یہ ہے:

''شعر کی تاویل ہو سکتی ہے لیکن بغیر توضیح وتشریح کے عوام میں ایسا گہرا شعر پڑھنا ذرا خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ کے تمام افعال غرض سے پاک وصاف ہوتے ہیں۔''

شعر مذکور سے ظاہراً اللہ تعالیٰ کا محتاج غرض ہونا لازم آتا ہے جب کہ وہ ہر غرض سے پاک ہے، عطاری صاحب نے مثالوں کے ذریعے واضح کیا کہ خداوند قدوس کے افعال کسی بھی غرض کے ساتھ نہیں ہوتے ہاں ارادہ الٰہی کے تحت جو چیز وجود میں آتی ہے، وجود کے معاً بعد اس سے ہزاروں لاکھوں اغراض وابستہ ہو جاتے ہیں، عطاری صاحب نے شعر مذکور کو بایں بنا عوام میں پڑھنے سے منع کیا کہ ظاہراً اس شعر سے اللہ تعالیٰ کا محتاج غرض ہونے کا مفہوم متبادر ہو رہا ہے، اس لیے ایسا گہرا شعر بغیر توضیح وتشریح نہ پڑھا جائے، ورنہ عقیدہ ونظریہ کے لیے خطرناک ثابت ہوگا، اب دیکھتے ہیں کیا مذکورہ شعر میں غرض کا لفظ یا مفہوم موجود ہے کہ نہیں؟

جب ہم اس شعر کو دیکھتے ہیں تو لفظ غرض کا استعمال کسی مصرعہ میں نہیں ہے، ہاں مصرعہ اوّل میں "آپ کی خاطر" اور مصرعہ ثانی میں "اپنی خاطر" کا استعمال کیا گیا ہے، عطاری صاحب نے شاید اسی جملے سے غرض کا مفہوم اخذ کیا ہے، اس لیے پہلے اسی جملے کا لغوی معنی اور عوامی استعمال سمجھ لیتے ہیں تاکہ تنقید کی اصل نوعیت سمجھ سکیں، خاطر ایک کثیر المعانی لفظ ہے، لغت میں اس کا بنیادی مفہوم رضا، خوشی، خواہش، پاس ولحاظ، پاس داری اور دل جوئی کا بیان کیا گیا ہے، اگر ان معانی کو مصرعہ اوّل کے ضمن میں سمجھا

تنقید و نظر

جائے تو مصرعہ اوّل کا سیدھا سادا سا مفہوم یہ نکلے گا:

''یا رسول اللہ! یہ ساری کائنات، یہ ارض وسما، یہ غنچہ وگل، یہ سنبل وسمن، یہ فلک وملک، یہ زمین وآسماں، یہ بحر وبر، یہ شمس وقمر، یہ جن وبشر سب کچھ آپ کی خوشی، آپ کے صدقے، آپ کے اعزاز اور آپ ہی کے واسطے پیدا کیے گیے ہیں، آپ نہ ہوتے تو کائنات کا وجود ہی نہ ہوتا، سب کا وجود آپ ہی کے وجود مسعود کا صدقہ ہے۔''

یہ صرف شاعرانہ تخیل نہیں اسلامی نظریہ کی عکاسی ہے، حدیث قدسی ہے:

"وعزتي و جلالي لو لاك ما خلقت الجنة ولو لاك ما خلقت الدنيا۔ میری عزت وعظمت کی قسم، اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو جنت کو بھی پیدا نہ کرتا اور اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو پھر دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔"

(دیلمی، الفردوس بمأ ثور الخطاب، 5 227، رقم 8031)

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

ایک تسامح اور اس کا ازالہ

مصرعہ اوّل کی تفہیم پر شاید ہی کسی کو اعتراض ہو، رہ جاتا ہے مصرعہ ثانی، اسی کے جملے اپنی خاطر سے عطاری صاحب کو غرض الٰہی کا اشتباہ ہوا، اور انھوں نے شعر کو خطرناک کہہ دیا، عطاری صاحب نے نقد کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی ارادے کے لیے پہلے غرض لازم ہے، اس کے بعد ارادہ ہوتا ہے اس کے بعد عمل ہوتا ہے، یعنی کسی بھی کام کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں: اوّل غرض، دوم ارادہ، سوم عمل۔

عطاری صاحب کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ارادے پر کوئی چیز نہیں ابھارتی! ہاں معاً بعد لاکھوں اغراض اس عمل بعد ارادہ سے وابستہ ہو جاتی ہیں، مجھے لگتا ہے یہاں پر عطاری صاحب سے اصول بیان کرنے میں قدرے تسامح ہوا، ضروری نہیں ارادہ الٰہی کسی غرض ہی کے تحت ہو، ارادہ الٰہی رضائے حبیب کی خاطر بھی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

''قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا۔ (سورۃ البقرۃ:144) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف، جس میں تمہاری خوشی ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے (کعبے کو قبلہ بنانے) کا اظہار فرمایا ہے اور یہ ارادہ کسی غرض نہیں بل کہ رضائے حبیب کی خاطر ظاہر کیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ ارادۂ الٰہی کے لیے رضائے حبیب کا نظریہ رکھنا ہرگز غرض نہیں ہے ورنہ قرآن کریم میں ارادۂ الٰہی کو رضائے حبیب کے ساتھ نہ بیان کیا جاتا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

اس مقام پر یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ انسانی ارادے کے لیے کئی چیزوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے، اولاً اس ارادے کا تصور، اس کے فائدے کا یقین، حاصل کرنے کا شوق پھر کہیں جا کر دماغ اعضائے بدنیہ کو مطلوبہ چیز کے حصول کا حکم دیتا ہے لیکن ارادہ الٰہی ان تمام چیزوں سے پاک ہوتا ہے، ہاں اس کا ارادہ دو طرح کا ہوتا ہے: اوّل صرف مشیت وقدرت کے تحت، دوم جس میں رضائے الٰہی شامل ہو۔

کائنات کے تمام امور اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی قدرت ہی کے تحت واقع ہوتے ہیں، بغیر مشیت الٰہی پتّا بھی نہیں ہل سکتا لیکن ضروری نہیں کہ ہر امر مشیت میں رضائے الٰہی بھی شامل ہو، جو کام ناپسندیدہ ہوتے ہیں، وہ بھی تحت قدرت ہی ہوتے ہیں لیکن ان میں رب کی رضا و پسندیدگی نہیں ہوتی، دوسرے وہ کام ہوتے ہیں جن میں مشیت الٰہی کے ساتھ ساتھ رضائے الٰہی بھی شامل ہوتی ہے، المعتقد میں ہے:

"فالمعاصی واقعة بارادته ومشيته تعالىٰ لا بامره ورضاءه ومحبته۔ (المعتقد المنتقد: ۴۱) معاصی اللہ کے ارادے اور اس کی مشیت سے واقع ہوتے ہیں نہ کہ اس کے حکم سے اور نہ اس کی رضا و محبت سے۔"

یعنی گناہ و نافرمانی کے کام بھلے ہی تحت مشیت ہوتے

ہیں مگر وہ رضائے مولیٰ سے خالی ہوتے ہیں، ہاں امور محمودہ میں اللہ تعالیٰ کی رضاو پسند شامل ہوتی ہے، اس تفصیل سے بھی یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ ارادۂ الٰہی کے لیے محبت و پسندیدگی کا نظریہ رکھنا ہر گز" غرض" نہیں ہے بل کہ یہ نظریہ اہل سنت ہے۔

لفظ خاطر پر اشتباہ اور اس کا جواب

عطاری صاحب کو مصرعہ ثانی میں "اپنی خاطر جو بنایا" پر اصل اعتراض تھا، اس لیے پہلے یہ جان لیتے ہیں کہ اہل علم کے یہاں ''اپنی خاطر'' یا اس سے ملتی جلتی تراکیب کس معنی میں استعمال کی جاتی ہیں، اہل زبان اپنی خاطر، تمہاری خاطر جیسی ترکیبوں کا استعمال اپنائیت، قربت اور اظہار محبت کے لیے کرتے آئے ہیں، عبید اللہ علیم کہتے ہیں:

اب تو مل جاؤ ہمیں تم کہ تمہاری خاطر
اتنی دور آگئے دنیا سے کنارا کر کے

امین شارق لکھتے ہیں:

ہیں دنیا سے منکر ہم
صرف تمہاری خاطر ہم

ساغر صدیقی لکھتے ہیں:

ہم بڑی دور سے آئے ہیں تمہاری خاطر
دل کے ارمان بھی لائے ہیں تمہاری خاطر

ان تمام اشعار میں ''تمہاری خاطر'' کا استعمال، اپنائیت، قربت اور اظہار محبت کو بیان کرنے کے لیے ہوا ہے، جس سے بخوبی معلوم ہوجاتا ہے کہ ''اپنی خاطر'' جیسی ترکیب کا استعمال کسی غرض نہیں بل کہ اظہار قربت ومحبت کے لیے کیا جاتا ہے، اس تناظر میں تاج الشریعہ کے مصرعۂ ثانی کا مفہوم یہ نکلے گا:

"یارسول اللہ ﷺ! رب تعالیٰ نے آپ کو خاص اپنے لیے بنایا ہے، آپ کا وجود مسعود خداوند اقدس کی اس رضا کے تحت ہوا ہے جو کسی اور انسان کا مقدر نہ ہوسکی، آپ اللہ عزوجل کے اس ارادۂ رضا کا ظہور ہیں جس کا ہر حصہ قربت الٰہی کے جلوؤں سے سرشار ہے۔"

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا ہے:

"وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ (سورۂ ذاریات:۵۶) اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لیے بنائے کہ میری بندگی کریں۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ارشاد فرمایا:

"وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ۔ (سورۂ طٰہٰ:۴۱) اور میں نے تجھے خاص اپنے لیے بنایا۔"

غور کریں! پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کا مقصد تخلیق اپنی عبادت کو قرار دیا، پیغمبر آخر الزماں ﷺ انسانیت کا فرد کامل ہیں، آپ کے طرح کوئی عبادت کرسکا ہے نہ کرسکے گا، باقی تمام انسانوں کی عبادتیں آپ کی عبادت کے بعد ہیں، بایں طور بھی یہ کہا جانا بالکل بجا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مصطفٰے جان رحمت کو" اپنی عبادت کی خاطر" بنایا ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں واضح طور پر فرمایا کہ میں نے تمہیں" خاص اپنے لیے" بنایا ہے، اس آیت میں" خاص اپنے لیے" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے صدر الافاضل سید نعیم الدین علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

"اپنی وحی اور رسالت کے لئے تاکہ تو میرے ارادہ اور میری محبت پر تصرف کرے اور میری حجت پر قائم رہے اور میرے اور میری خلق کے درمیان خطاب پہنچانے والا ہو۔"

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی و رسالت کے باب میں خاص اپنے لیے بنایا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ شرف حاصل ہوا تو سید عالم ﷺ کی خصوصیات تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی گنا زیادہ ہیں، وحی الٰہی کے باب میں جو مقام ہمارے حضور ﷺ کو ملا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہیں ملا، حضرت موسیٰ ہم کلامی کے لیے طور پر جائیں، حضور جہاں ہوں وہاں وحی آئے، موسیٰ علیہ السلام بواسطہ درخت ہم کلام ہوں، نبی کریم ﷺ بلاواسطہ ہم کلامی کا شرف حاصل کریں، حضرت موسیٰ کی رسالت، رسالت محمدی کا صدقہ ہے۔

اللہ کی محبت پر جو مقام و مرتبہ حضور علیہ السلام کا ہے، اس کا

حضرت موسیٰ سے موازنہ بھی نہیں کیا جا سکتا، اگر اسی مفہوم کو شعری رنگ میں اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں، کہہ دیا جائے تو قرآن کی ترجمانی ہی کہلائے گی اور یہ مفہوم کسی بھی طور پر اللہ تعالیٰ کی غرض کی جانب مشیر نہیں ہوگا۔

رہا یہ خدشہ کہ عوام اس مفہوم و مطلب کو سمجھتی ہے کہ نہیں؟ اس پر اتنا جان لینا کافی ہے کہ عوام الناس میں لفظ غرض کو اچھا نہیں سمجھا جاتا (بھلے ہی غرض صحیح ہو) کسی کو خودغرض کہہ دیا جائے تو انسان اسے گالی سمجھتا ہے حالانکہ معنوی اعتبار سے غرض صحیح ہو تو خودغرضی کا مفہوم برا نہیں ہے لیکن عرفاً یہ لفظ ناپسندیدہ مانا جاتا ہے، جب عوام اس لفظ کو اپنے لیے ہی استعمال کرنے سے بچتے ہیں تو کوئی اسے خداوند قدوس کے لیے سوچ بھی کیسے سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ کو اپنے لیے، اپنی خاطر بنایا جیسے جملوں سے عوام یہی سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو خاص اپنے لیے پیدا فرمایا ہے، اسی لیے حضور پاک ﷺ کو مقام محبوبیت عطا فرمایا جو کسی بھی نبی و پیغمبر کو نہیں ملا، اس لیے اپنی خاطر جیسے جملوں سے غرض الٰہی جیسا مفہوم مراد لینا اہل علم اور عرف عام کے خلاف ہے۔

◆◆◆

ص ۱۲/ کا بقیہ..........

بھائیوں کو سمجھ دے تاکہ ہزاروں روپے جو یوں "نیکی برباد، گناہ لازم" میں تباہ کرتے (ہیں) انھیں حضرات شہیدان پاک کے نام پر تصدق (صدقہ) کرتے، مساکین کو دیتے، جاڑے میں ان کے لحاف، رضائی، گرم کپڑے بناتے (اور غریب و مسکین کو پہناتے) وغیرہ وغیرہ افعال حسنہ (نیک کام) کرتے تو کتنا بہتر ہوتا، اللہ ہدایت دے، آمین۔"

آخری بات

تعزیہ اور محرم کے دیگر مراسم و اعمال بالعموم محلے کے باا ثر لوگوں کی نگرانی میں انجام دیئے جاتے ہیں، اگر پنچایت کے ذمہ دار حضرات اور گاؤں کے بڑے اور مکھیا منتری لوگ چاہیں تو بڑی آسانی سے تعزیہ وغیرہ کا غیر شرعی اور ناجائز طریقہ ختم ہو سکتا ہے، مسلم سماج کے جو بڑے بڑے لوگ اپنی نگرانی میں تعزیہ کا جلوس نکلواتے ہیں اور اس کی سرپرستی کرتے ہیں، وہ اگرچہ تعزیہ میں شریک نہ ہوں لیکن اس مجرمانہ خاموشی کی بدولت وہ بھی گنہ گار ہوں گے، مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

" جو اپنے درمیان برائی دیکھے اور قدرت کے باوجود دوسرے کو اس برائی سے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ سب کو اس کا عذاب دے گا۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو نیک عمل کی توفیق بخشے، آمین۔

◆◆◆

ص ۵۴/ کا بقیہ..........

ہر مکاں تک جس کی پھیلی روشنی
آسماں تک جس کی پھیلی روشنی
کل جہاں تک جس کی پھیلی روشنی
لامکاں تک جس کی پھیلی روشنی
وہ چراغ عالم آرا آپ ہیں

ذہن عینؔی میں ہے یہ حسن خیال
یا پیمبر، صاحب جود و نوال
بہر اصحاب شما و بہر آل
بر درت آمد گدا بہر سوال
ہو بھلا "اختر" کا، داتا آپ ہیں

ص ۵۴/ کا بقیہ..........

ہوں گرفتارِ مصیبت، کیجیے
چشمِ رحمت اے مسیحائے زماں
اے حیا والی نظر! کرنا کرم
رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
خالق لوح و قلم نے بالیقیں
"آپ کی خاطر بنائے دو جہاں"
نعت کے صدقے اے احمؔد باغِ فن
لہلہائے گا ادب کے درمیاں

پہلی قسط

از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی*

بھارتی مسلمانوں کا ۷۵/سالہ دردناک سفر

احوال وطن

انڈیا میں فسادات ایک ایسی حقیقت ہیں جن سے انکار کی گنجائش نہیں، اس کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا ہے کہ آپ کتنے بھی اعلی عہدے پر فائز ہوں آپ کو اپنی دیش بھکتی بار بار ثابت کرنی ہی پڑتی ہے، مزید یہ بھی کہنا ضروری ہوتا ہے کہ ساری دنیا کے مسلمانوں سے انڈیا کے مسلمان زیادہ خوش ہیں (کتنے خوش ہیں یہ مضمون میں دیکھیں گے) اس کے لیے حکومت نے غیر معلنہ ایک شعبہ تشکیل دے رکھا ہے جس میں سرکاری علما کو صرف اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ اپنی قوم پر ہونے والے مظالم اور ناانصافیوں پر اٹھنے والے شور کو عالمی سطح پر دبا سکیں، نیز بین الاقوامی سطح پر حکومت کو شرمندگی اور پابندی جیسی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ہم انڈین مسلمانوں کے اس سفر کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے، پہلے حصے میں میں آزادی کے بعد 50/سالوں میں ہونے والے خطرناک فسادات کا ذکر کریں گے، جب کہ دوسرے حصے میں اکیسویں صدی کے بھارت کو الگ پیش کرنے کی کوشش کریں گے تا کہ یہ بھی واضح ہو جائے کہ انڈین حکومت اور اکثریتی طبقہ دنیا کے ساتھ شانہ بشانہ چلنا چاہ رہا ہے یا پھر پیچھے جا کر خوں ریزی اور ناانصافی کی وہ حدود تیار کر رہا ہے جسے دیکھ کر ہٹلر مسولینی اور منگول بھی شرما جائیں، بطور خلاصہ اخیر میں ایک تجزیہ پیش کریں گے اور فیصلہ قارئین کرام پر ہوگا کہ آپ کو کیا کرنا ہے۔

انڈیا میں مسلمان کتنے خوش ہیں اس کا اندازہ آپ کو بارہا ہوتا رہتا ہوگا لیکن ہم اعداد و شمار کے ذریعے کچھ مزید مثالیں پیش کرنا چاہیں گے، فسادات کے متعلق ویسے تو بہت کچھ شائع ہوا ہے اور اس سے کئی گنا چھپا دیا گیا ہے، لیکن جتنا دکھتا ہے کسی ملک کو آگے نہ بڑھ پانے کے لئے اتنا ہی کافی ہے، شاید انڈیا کے بااثر لیڈروں نے کبھی ملک کی ترقی کی طرف توجہ دی ہی نہیں، بلکہ فسادات کرانے اور پھر فسادات کے نام پر ملک کو گڑھے میں گرانے کا ہی کام کیا ہے، لوگوں کے درمیان منافرت انھیں فسادات کا نتیجہ ہے جو اب خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے، دو انگریز محققین کی یہ رپورٹ دیکھیے جو انھوں نے 2012 میں عام کی تھی:

"We are in 1986, almost forty years after Independence and the traumatizing events of Partition: Hindu–Muslim relations in India are fraught with many difficulties. The communal divide, as it is called, is still salient, and religious riots have become a distinctive feature of Indian social life. Starting in 1961, the country has witnessed a number of severe riots: dramatic events occurred in Calcutta, Rourkela, and Jamshedpur following the theft of a relic hair of the Prophet in Kashmir (1964)The country then witnessed a large pogrom against Muslims in Ahmedabad(1969)ghastly riots in Bhiwandi(1970)and Jamshedpur (1979) repeated incidents in Hyderabad unbridled violence in Moradabad(1980)and Biharsharif (1981)huge massacres in Nellie (1980) and terrible riots in

*مضمون نگار تحریک علمائے بندیل کھنڈ کے چیئرمین ہیں۔

Bombay–Bhiwandi (1984) (for a detailed account of this period, as well as a general introduction to India and its various communities, see Hindu–Muslim Communal Riots in India I (1947-1986) by Violette Graff and Juliette Galonnier.[2012]

وایلیٹ گراف اور جولیٹ گیلونیر (2012) اپنی تحقیقی رپورٹ "ہندوستان میں ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات (1947–1986) میں لکھتے ہیں" ہم 1986 میں ہیں آزادی کے تقریباً چالیس سال بعد اور تقسیم کے تکلیف دہ مناظر اب بھی تکلیف دیتے ہیں، ہندوستان میں ہندو مسلم تعلقات بہت سی مشکلات سے بھرے ہوئے ہیں، فرقہ وارانہ تقسیم، جیسا کہ اسے کہا جاتا ہے اب بھی نمایاں ہے اور مذہبی فسادات ہندوستانی سماجی زندگی کی ایک مخصوص خصوصیت بن چکے ہیں۔ 1961 سے ملک نے کئی شدید فسادات دیکھے ہیں: کشمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقیات کی چوری کے بعد کلکتہ، رورکیلا اور جمشید پور میں ڈرامائی واقعات رونما ہوئے، اس کے بعد ملک نے احمد آباد (1969) میں مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی تباہی (نسل کشی) دیکھی، بھیونڈی (1970) اور جمشید پور (1979) میں خوفناک فسادات نیز حیدر آباد میں بار بار فسادات ہوئے، مراد آباد (1980) اور بہار شریف (1981) میں بے لگام تشدد، نیلی (آسام) میں بڑا قتل عام (1983) اور بمبئی کے بھیونڈی (1984) میں خوفناک فسادات رونما ہوئے۔"

اس رپورٹ میں ذکر کیے گئے فسادات پر ہم کچھ روشنی ڈالتے چلیں گے تاکہ فسادات کو اچھی طرح سے سمجھا جا سکے اور سیاسی پارٹیوں کی مسلمانوں سے محبت بھی آپ دیکھ سکیں،

1961 فروری 4/جبل پور (مدھیہ پردیش) آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق) 80٪ ہندو، 14٪ مسلمان مدھیہ پردیش کے وزیر اعلی K.N.: کاٹجو، کانگریس پارٹی، جنوری 1957/مارچ 1962 تقسیم ہند کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان پہلا بڑے پیمانے پر فساد ریاست مدھیہ پردیش کے شہر جبل پور میں ہوا۔ اس فساد کا تعلق کامیاب مسلم کاروباریوں کے ایک چھوٹے سے طبقے کے ابھرنے سے تھا جس نے ہندو اور مسلم برادریوں کے درمیان ایک نئی معاشی دشمنی پیدا کی، اس فساد کے متعلق دو قسم کی آرا پائی جاتی ہیں:

(1) جسٹس شیو دیال شریواستو کمیشن آف انکوائری کی رپورٹ کے مطابق، 3 فروری کو دو مسلم نوجوانوں کے ذریعہ عصمت دری کے بعد ایک نوجوان ہندو لڑکی کی خودکشی نے فرقہ وارانہ کشیدگی کو جنم دیا۔ اے بی وی پی (اکھل بھارتیہ ودیارتھی نے، آل انڈیا اسٹوڈنٹس فورم، ہندو قوم پرست طلبہ یونین) کی حمایت کے ساتھ، طلبہ نے عصمت دری کی مذمت کے لیے 4 فروری کو ایک پرامن جلوس نکالا، پریشانی اس وقت شروع ہوئی جب ان میں سے کچھ انجمن اسلامیہ اسکول کے قریب رک گئے اور مسلمان طلبا کو جلوس میں شامل ہونے پر مجبور کرنے لگے........ چونکہ جلوس بنیادی طور پر ہندو تھا اور اسکول کے طلبا زیادہ تر مسلمان تھے، اس لیے اس واقعے نے فرقہ وارانہ جذبات کو جنم دیا۔

(2) کچھ رپورٹوں میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ فساد بولی کی صنعت کے ایک نامور ہندو تاجر (چھوٹے سگریٹ) کی بیٹی کے اپنے مسلم حریف کے بیٹے کے ساتھ فرار ہونے سے ہوا تھا، ہندو پریس نے فرار کو عصمت دری کی کوشش قرار دیا۔ بولی کی صنعت میں ہندو مسلم دشمنی نے صورتحال کو اور زیادہ پولرائز کر دیا۔ صورتحال پر قابو پانے کے لیے 5 فروری کو فوج طلب کی گئی۔ لیکن یہ 7 فروری کو روانہ ہوئی، ہندو کارکنوں نے حملہ کیا اور مسلمانوں کی املاک کو لوٹ لیا (ہندو گھروں کو بچاتے ہوئے) حکومتی رپورٹس کے مطابق پچپن لوگوں کی موت ہوئی، لیکن غیر حکومتی رپورٹس کے مطابق مرنے والوں کی تعداد 200 سے زیادہ ہے، تشدد نے آس پاس کے دیہاتوں میں 8 اور 9 فروری کو

ساگر میں چھ اور نرسمہا پور میں 8 فروری کو دو اموات ہوئیں۔

1961، 3 اکتوبر: علی گڑھ (اتر پردیش) 57٪ ہندو، 41٪ مسلمان، اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: سی بی گپتا، پارٹی کانگریس دسمبر 1960 تا اکتوبر 1963 جبل پور فسادات کے بعد، 1962 کے عام انتخابات سے عین قبل علی گڑھ (اتر پردیش) میں بھی تشدد بھڑک اٹھا، یہ شہر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (اے ایم یو) کے لیے مشہور ہے..... اکتوبر 1961 کے طلبہ یونین کے انتخابات کے دوران ایک بھی ہندو طالب علم منتخب نہیں ہوا۔

مسلم طلبہ نے اپنی فتح کا جلوس نکالا، جس میں بی جے ایس (بھارتیہ جن سنگھ، انڈین پیپلز الائنس) اور اے بی وی پی کے کارکنوں نے جوابی مظاہرے کئے، اس کے بعد یونیورسٹی کے ہاسٹل میں مسلم اور ہندو طلبہ کے درمیان تصادم ہوا۔ 3 اکتوبر کو کیمپس میں ایک ہندو طالب علم کی ہلاکت کی افواہ نے شہر میں تشدد کو جنم دیا۔ شہر کے ہندو کالجوں کے طلبا نے یونیورسٹی کے ملازمین پر حملہ کیا۔ فسادات میں 14 افراد ہلاک ہوئے جن میں زیادہ تر مسلمان تھے۔ 1961، اکتوبر 5-8: میرٹھ (اتر پردیش) 61٪ ہندو، 36٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: سی بی گپتا، پارٹی کانگریس، دسمبر 1960 تا اکتوبر 1963 علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں جھڑپوں کے دوران میرٹھ (اتر پردیش) میں بھی فساد شروع ہو گیا، یہاں بھی ایک غیر مسلم کی پٹائی کے بعد معاملہ گرما گیا، غیر مسلموں نے جلوس نکالا، انتظامیہ کے اہم ارکان بھیڑ میں موجود تھے لیکن انھوں نے کچھ نہ کیا۔

اگلے دن، ایک اور بھی بڑا ہندو جلوس اکٹھا ہوا، جس نے مسلمانوں کے علاقے میں داخل ہونے کی دھمکی دی۔ مسلم بھی اپنے گھروں سے باہر نکل آئے — پولیس نے دونوں طرف کے ہجوم کو منتشر کرنے کے بجائے مسلمانوں کے ہجوم پر لاٹھی چارج کی، جس کے نتیجے میں شہر کے کئی علاقوں میں ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی۔ تشدد کئی دنوں تک جاری رہا، جس میں 13 سے 17 افراد کی جانیں گئیں۔ اب ہم یہاں اکٹھا تین فسادات کا ذکر کرتے ہیں، اہم بات یہ ہے کہ ہر پتھر کے نیچے اور ہر پتے کے پیچھے کانگریس ہی نکلتی ہے ملاحظہ فرمائیں:

(1): 1964 مارچ: کلکتہ (مغربی بنگال)، جمشید پور (بہار) رورکیلا (اڑیسہ) کلکتہ 78٪: ہندو، 20٪ مسلمان. مغربی بنگال کے وزیر اعلی: پی چندر سین، پارٹی ایک بار پھر کانگریس جولائی 1962 تا مارچ 1967 (2) جمشید پور 81٪: ہندو، 9٪ مسلمان، بہار کے وزیر اعلی: کے بی سہائے، پارٹی کانگریس، اکتوبر 1963 تا مارچ 1967 (3) اڑیسہ (رورکیلا) 84٪ ہندو، 9٪ مسلمان — وزیر اعلی: برین مترا، پارٹی کانگریس، اکتوبر 1963 تا فروری 1965 کلکتہ میں، 10 جنوری کو مشکلات شروع ہوئیں۔ 11 جنوری کو فوج بلائی گئی اور 18 جنوری کو روانہ ہوئی۔ 19 جنوری تک کے عرصے میں، جیورسٹ کمیشن نے 104 افراد کی ہلاکت کی اطلاع دی، جن میں سے 39 پولیس کی فائرنگ سے مارے گئے۔

دوسری رپورٹس میں مرنے والوں کی تعداد 400 بتائی گئی ہے۔ 16 مارچ کو، "پاکستان بچاؤ اقلیتی کمیٹی" کے زیر اہتمام ہڑتال (عام ہڑتال) ہونے سے ایک دن پہلے، ایک سو مسلم ٹیکسٹائل کارکنوں کے ایک گروپ پر حملہ کیا گیا۔ ان میں سے تیرہ جان کی بازی ہار گئے۔ (یہ فسادات کشمیر کے حضرت بل میں رکھے آقا علیہ السلام کے موئے مبارک کی چوری سے شروع ہوے، انڈیا، پاکستان، مشرقی پاکستان یعنی موجودہ بنگلہ دیش میں بھی تشدد دیکھا گیا۔)

جمشید پور میں 19 مارچ کو تشدد بھڑک اٹھا۔ 21 مارچ کو فوج کو طلب کرنا پڑی، سرکاری طور پر مرنے والوں کی تعداد 51 بتائی گئی لیکن اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی، رورکیلا میں، فسادات 16 مارچ کو شروع ہوئے جب وہاں کے باشندوں نے ایک خصوصی ٹرین میں سفر کرنے والے ہندو پناہ گزینوں کو کھانا کھلانے کی کوشش کی جو قصبے میں رکی تھی۔ فسادات اس وقت شروع ہوئے جب ایک ہندو پناہ گزین نے مبینہ طور پر ایک مسلمان نانبائی کی طرف سے پیش کی گئی روٹی کھانے کے بعد قے کی۔ افواہ پھیل گئی کہ مسلمان ہندو پناہ گزینوں کو زہر

اسلاف و اخلاف

دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ریلوے اسٹیشن سے لے کر قصبے کی مختلف کچی آبادیوں اور ملحقہ دیہاتوں تک تشدد پھیل گیا۔ ہندو ہجوم (بنیادی طور پر پنجابی، بنگالی اور اُڑیا) مسلمانوں کے قتل میں مقامی آدیواسیوں (قبائل) کے ساتھ شامل ہوئے۔ سرکاری رپورٹوں میں مرنے والوں کی تعداد 53 بتائی گئی ہے (جیورسٹ کمیشن نے 70 اموات کی اطلاع دی ہے) لیکن ایس کے گوش کے مطابق، جو اس وقت اڑیسہ کے ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس تھے، صرف رورکیلا تشدد، جو کہ 15 دن تک جاری رہا، میں دعویٰ کیا کہ دو ہزار اموات ہوئیں جس میں زیادہ تر مسلمان تھے۔

دیگر رپورٹ کردہ اعداد وشمار، کچھ کم وبیش مجموعی طور پر پانچ ہزار اموات کو بتاتے ہیں۔ جب کہ سرکاری ریکارڈ کا تخمینہ ہے کہ تشدد نے تین قصبوں کلکتہ، رورکیلا اور جمشید پور میں 134 افراد کی جانیں لی تھیں، اصل میں مرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ واقعات کے اس المناک سلسلے نے بھارت اور پاکستان کے وزرائے داخلہ کو نظم وضبط کی بحالی کے لیے اپریل 1964 کو دہلی میں ملاقات کرنے پر مجبور کر دیا۔

(Feldman 1969: 149); *(Schermerhon 1976: 5); *(Saxena 1984: 53); *(Ghosh 1987: 210–212); *(Bernard 1994: 188–189); *(Chatterji 1995: 18–21); *(Parry and Struempell 2008); *(Ul - Huda 2009)

مذکورہ فسادات کی رپورٹس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کانگریس نے کبھی بھی فسادات کو جڑ سے ختم کرنے کے متعلق نہیں سوچا، اور نا ہی اس مسئلے کو کبھی سنجیدگی سے لیا، نتیجہ مسلمان جانی مالی نقصانات سے آج تک ابر نہ سکا، جب بھی مسلمان معاشی طور پر کچھ ترقی کرتے ہیں اسی وقت ایسے شہروں کو ٹارگیٹ کر کے فسادات کرائے جاتے ہیں، خلاصہ سالوں چل کر جہاں پہنچے تھے فسادات کے بعد پھر وہیں کھڑے ہوتے ہیں، فسادات ذہنی مفلوجگی بھی ساتھ لاتے ہیں اور انسان کو معمول پر آنے میں برسوں لگ جاتے ہیں، حقیقی درد وکرب تو موت کے ساتھ ہی جاتا ہے، نہ فسادات میں ملوث افراد کو جیل ہوتی ہے اور نا ہی ان کا کچھ نقصان ہوتا ہے پھر فسادات کیوں بند ہونے لگے؟ ایک بار جو لوگ آبرو ریزی کرتے ہیں وہ ہر وقت ایسی خواہشات کے متمنی رہتے ہیں تا کہ ان کے نفس کی تسکین ہو سکے، دنگوں میں شامل ہونے والے افراد کی اکثریت آبرو ریزی اور مفت مال کی لالچی ہوتی ہے۔

نوٹ: طوالت کے خوف سے انگریزی اقتباسات کا ضروری ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

رام نومی سے فسادات کا پرانا رشتہ ہے ۳۰ مارچ 2023 کو رام نومی کے موقع پر بہار میں جو کچھ ہوا یہ کوئی نیا حادثہ نہیں ہے، بہار کا اس تہوار اور تشدد دونوں سے پرانا رشتہ ہے، رواں سال جو کچھ ہوا وہ گزشتہ سے پیوستہ کی ایک کڑی سمجھیے اور آگے بڑھیے، امسال ایک سو سالہ قدیم مدرسے کو مکمل طور پر آگ کے حوالے کیا گیا، ایک سو دس سال پرانی لائبریری میں رکھیں ہزاروں کتابیں اور قرآن مقدس کے سیکڑوں نسخے نذر آتش کر دیے گئے، وہیں مساجد اور مسلمانوں کی املاک کو بھی نشانہ بنایا گیا، گزشتہ سال بھی قریب ایک سو سے زائد دوکانوں کو اسی موقع پر نذر آتش کیا گیا تھا، بی بی سی کی یہ رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

30 مارچ یعنی رام نومی (ہندو دیوتا رام کی پیدائش کا جشن) کے روز کی ایک وائرل فوٹیج میں حیدرآباد میں کپڑوں سے ڈھکی ایک مسجد کو دیکھا جا سکتا ہے جس کے مینار شام میں سبز رنگ میں روشن نظر آ رہے ہیں۔

اس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ زعفرانی جھنڈے والا ایک جلوس اس مسجد کے سامنے آ کر رکتا ہے اور اونچی گاڑی میں سوار ایک شخص تقریر شروع کر دیتا ہے، تقریر کرنے والا شخص بی جے پی کا معطل رکن ٹی راجہ سنگھ ہے، وہ کہتا ہے کہ 'ایک دھکہ لگا تھا، آج ایودھیا میں رام مندر بن رہا ہے۔ آنے والے وقت میں ایک اور دھکہ لگے گا اور متھرا میں ایک اور عالیشان مندر تعمیر ہوگا۔ ایک اور دھکہ لگے گا اور کاشی (بنارس) میں بھی ایک مندر بنے

گا۔حمایت میں نعرے لگانے والے ہجوم کے ہنگامے کے درمیان وہ مزید کہتا ہے کہ سننے والو، کان کھول کر سن لو۔راجہ سنگھ کسی کے باپ سے ڈرنے والا نہیں ہے۔(بی بی سی)

بہار اور حیدرآباد دونوں صوبوں میں سیکولر کہلانے والی جماعتیں برسر اقتدار ہیں ایسے میں مساجد کو ڈھکنا اور مدارس کو جلانا، ان سیکولر حکومتوں کی قلعی کھول جاتا ہے، بہار کے مقامی افراد کا کہنا ہے کہ پولیس چپ چاپ سب دیکھتی رہی، اور دنگائی اپنی من مانی کرتے رہے، اب ایک سیکولر کہلائی جانے والی حکومت اتنی بے بس تھی کہ پولیس محکمہ ان کی سننے کو ہی تیار نہیں؟ کیا ایسا ممکن ہے؟ ہر گز نہیں! لیکن فسادات کے بعد حکومت ملزمین کو پکڑنے کی بجائے ان فسادات کا ذمہ دار بی جے پی کو ٹھہرا رہی ہے، حکومت کو یاد رکھنا چاہیے کہ اپنی ذمہ داری سے بھاگ کر دوسرے کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا، نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تری رہبری کا سوال ہے مسلمانوں کو سیکولر حکومتوں نے ایسا بے حس کر دیا ہے کہ وہ اتنا سب ہونے کے باوجود حکومت سے سوال نہ کر کے حکومت کے اٹھائے گیے سوالات پر خوش ہو رہے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ اب تو اس قوم کے لیڈران کو غلامی میں ہی سارا مزہ آتا ہے، ایسے وقت میں جہاں حکومت سے سوال پوچھنا چاہیے وہاں ہمارے لوگ افطار پارٹی کر کے حکومت کے تلوے چاٹ رہے ہیں۔

بہار کی سیکولر، مسلم حمایتی، بی جے پی مخالف حکومت میں غالباً 19 مسلم ودھایک ہیں لیکن وہ حکومت کے سامنے ایسے دَبے، لچے ہیں گویا منھ میں زباں نہیں اور جسم میں جان نہیں، مجلس اتحاد المسلمین کے ایک ودھایک نے سڑک سے سدن تک آواز اٹھائی کاش مسلم اپنی قیادت کو سمجھیں اور آنے والے دنوں میں قیادت پر بھی توجہ دیں، رام نومی کے جلوس کو تھوڑا اور پیچھے لے چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ ہنگامے حالیہ برسوں کے ہیں یا پھر ان سے پرانے رشتے بھی ہیں- 1967 22-29 اگست: رانچی (بہار) 63٪ ہندو، 17٪ مسلمان وزیر اعلی بہار: مہامایا پی ڈی سنہا، پارٹی "جن کرانتی دل" مارچ 1967 - جنوری 1968 ہٹیا اور رانچی (بہار) کے قصبوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تنازعات پھوٹ پڑے، 1964 میں مشرقی پاکستان (جواب بنگلہ دیش ہے) میں ہندو مخالف تشدد کے بعد ضلع میں پہلے ہی فسادات ہو چکے تھے۔

رگھوبر دیال کمیشن آف انکوائری کی رپورٹ کے مطابق فرقہ وارانہ کشیدگی (ہندو رام نومی تہوار کی وجہ ہوئی) اپریل 1964 سے شروع ہوئی۔ 1965 کے پاکستان کے ساتھ تنازع نے بھی ہندوستانی مسلمانوں کے بارے میں شکوک و شبہات کو تقویت دی۔ مارچ 1967 کے عام انتخابات کے دوران، اردو کے مسئلے (جو زبان عام طور پر مسلمان بولتے ہیں) پر بحث کی وجہ سے صورتحال مزید بگڑ گئی۔

اردو کو بہار کی دوسری سرکاری زبان قرار دینے کی تجویز نے حکمران اتحاد کو کمزور کر دیا اور بی جے ایس، آر ایس ایس اور بہار ہندی ساہتیہ سمّیلن نامی تنظیم کی جانب سے ریاست گیر، اردو مخالف مظاہرے شروع ہوئے، رانچی میں 22 اگست کو مسلم آزاد ہائی اسکول کے قریب اردو زبان کی مخالفت میں نکلنے والے جلوس سے معاملہ مزید بگڑ گیا۔ جلوس میں شامل افراد اسکول پر حملہ کیا اور جوابی کارروائی میں ایک ہندو مارا گیا، رگھوبر دیال کمیشن آف انکوائری نے رانچی میں 184 اموات کی اطلاع دی، ان میں 164 مسلمان اور 19 ہندو تھے۔ قریبی علاقوں میں بھی تشدد پھیل گیا، جس کے نتیجے میں آتش زدگی، لوٹ مار اور بڑے پیمانے پر فسادات شہر کے ساتھ ساتھ قریبی صنعتی شہروں، خاص طور پر ہٹیا میں ہوئے، جہاں 26 افراد ہلاک ہوئے، مرنے والوں میں 25 مسلمان اور ایک ہندو تھا، 1968 مارچ: کریم گنج (آسام) 47٪ ہندو، 52٪ مسلمان آسام کے وزیر اعلیٰ: بی پی چلیہا، پارٹی کانگریس، دسمبر 1957 تا نومبر 1970 کریم گنج (آسام) کے ضلع میں ہندو اور مسلم نوجوانوں کے درمیان محض گائے کو لے کر جھگڑے کے بعد تشدد بھڑک اٹھا۔ ہندو اور مسلم اسمگلروں کے درمیان موجودہ مقامی دشمنی فسادات کی بنیادی وجہ بنی۔

دوسری رپورٹس کے مطابق تشدد اسی دن پھوٹ پڑا تھا،

احوال قوم و ملت

جب سی پی آئی (کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا) نے چائے کے کارکنوں کے ایک بڑے مظاہرے کا اہتمام کیا تھا—جس میں 1,500 مسلم مزدور شامل تھے۔ فرقہ وارانہ جذبات کی یہ اپیل کارکنوں کے اتحادی یونین کو توڑنے کے لیے کی گئی تھی۔ تشدد میں کچھ ذرائع کے مطابق 41 ہندو اور 41 مسلمانوں کی جانیں گئیں لیکن کچھ کے مطابق صرف سات جانیں گئیں۔

(Z. Hasan 1984: 78); (Rajeshwari 2004)

1969 ستمبر 18–:24 احمد آباد (گجرات) آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق) 81:% ہندو، 14% مسلمان گجرات کے وزیر اعلیٰ: ہتیندر رکے ڈیسائی، کانگریس پارٹی، اکتوبر 1965 تا مئی 1971 ستمبر میں احمد آباد (گجرات) اور ملحقہ اضلاع میں ڈرامائی فسادات ہوئے، فرقہ وارانہ کشیدگی 1965 کی پاک بھارت جنگ کے بعد سے بڑھ رہی تھی، جس کے دوران گجرات کے وزیر اعلیٰ کا طیارہ مار گرایا گیا تھا۔ پاکستان مخالف جذبات تیزی سے مسلم دشمنی میں بدل گئے۔ 1968 کے وسط سے واقعات میں کئی گنا اضافہ ہوا، جون 1968 میں مسلم تنظیم جمعیت علمائے ہند نے گجراتی مسلمانوں کی ایک کانفرنس کا انعقاد کیا۔

اس کے بعد 27–29 دسمبر کو آر ایس ایس کی ایک عوامی ریلی منعقد ہوئی، اور اس میں رہنما گرو گولوالکر نے شرکت کی، جنوری میں احمد آباد میں آل گجرات آر ایس ایس کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں دو ہزار رضا کار شامل تھے۔ 10 مارچ 1969 کو شہر میں مسلمانوں کا احتجاج ہوا جس میں ایک ہندو پولیس اہلکار نے ایک مسلمان رکشہ ڈرائیور کے ساتھ جھگڑے کے دوران مبینہ طور پر قرآن مجید کی توہین کی جس میں متعدد پولیس اہلکار زخمی ہوئے۔ 21 اگست کو مسلمانوں نے یروشلم میں مسجد اقصیٰ پر آتش زنی کے حملے کے خلاف مظاہرہ کیا۔ 4 ستمبر کو، ایک مسلمان پولیس اہلکار پر الزام تھا کہ اس نے ایک مذہبی تقریب کے دوران ہندو پنڈت (ہندو مقدس کتابوں کے اسکالر) کی تلاش کے دوران ہندوؤں کی مقدس کتاب رامائن کو لات ماردی۔ دو دن بعد، ایک ہندو دھرم رکھشا سمیتی (HDRS)، تشکیل دی گئی۔ 15 ستمبر کو بی جے ایس کی جانب سے مسلم پولیس افسر کی سزا کا جشن منانے کے لیے ایک فتح کا جلوس نکالا گیا۔ 14 اور 16 ستمبر کو ممبر آف پارلیمنٹ اور بی جے ایس لیڈر بلراج مدھوک نے اشتعال انگیز تقریریں کیں .... ماحول کشیدہ تھا ہی ایسے میں، 18 ستمبر کو "جگن ناتھ مندر کے واقعے" سے تشدد کو ہوا ملی۔

ہزاروں مسلمان پرانے شہر میں، جگن ناتھ ہندو مندر سے متصل ایک مزار کی سالانہ تقریب کے لیے جمع ہوئے تھے، کچھ معمولی وجہوں سے سادھوؤں کے ساتھ جھڑپیں ہوئیں، اس جھڑپ میں 13 افراد زخمی ہوئے اور مندر کے شیشے کو بھی نقصان پہنچا۔ یہیں سے فسادات کی ابتدا ہوتی ہے اور اس واقعے کے بارے میں غلط افواہیں پھیلانے والے پمفلٹ اور اشتعال انگیز تقاریر کے بعد شہر میں تشدد پھوٹ پڑا۔ مقامی میڈیا نے ان واقعات میں قابل نفرت کردار ادا کیا۔ 18 ستمبر کی رات، بڑے ہندو ہجوم نے مسلمانوں کی املاک اور مذہبی مقامات کو لوٹا اور آگ لگا دی، پولیس نے مداخلت کرنے سے انکار کر دیا۔ 19 ستمبر کو صورتحال مزید بگڑ گئی۔ ایک مسلم نوجوان کو "جے جگن ناتھ" کا نعرہ لگانے سے انکار کرنے پر جلا دیا گیا، بڑی تعداد میں خواتین کی عصمت دری کی گئی، حتیٰ کہ بچوں کو بھی تشدد سے نہیں بخشا گیا "امرائے وادی" میں ایک سو مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔

20 ستمبر کی رات کو چار ٹرینوں کو روکا گیا اور شہر چھوڑنے کی کوشش کرنے والے 17 مسلمان مسافروں کو ہلاک کر دیا گیا۔ 23 ستمبر کو جب حکومت نے چند گھنٹوں کے لیے کرفیو ہٹایا تو ان چند گھنٹوں میں ہی چالیس افراد کو قتل کر دیا گیا۔ 20 اور 30 ستمبر کے درمیان تشدد قریبی اضلاع میں بھی پھیل گیا۔ فوج کی دیر سے آمد نے صورت حال کو مزید خراب کیا، لیکن چاقو بازی کے واقعات تقریباً ایک ماہ تک وقفے وقفے سے جاری رہے۔ پی جگن موہن ریڈی کمیشن کی رپورٹ نے اس بات کا ثبوت شائع کیا کہ زیادہ تر حملوں کی منصوبہ بندی کی گئی تھی۔

مسلم گھرانوں کی شناخت کے لیے ووٹر لسٹوں کا استعمال کیا گیا تھا ریڈی کمیشن نے پولس اور کانگریس کے زیر قیادت ریاستی انتظامیہ کو ان کی نااہلی اور کرفیو نافذ کرنے میں تاخیر کو ذمہ دار ٹھہرایا۔ کمیشن نے آر ایس ایس اور بی جے ایس کے فسادات میں ملوث ہونے کی بھی مذمت کی۔

(G. Shah 1970); (Reddy 1971); (Graff 1977); (Schermerhon 1976: 17–18); (G. Shah 1984: 185–191); (Ghosh 1987: 154); (Saksena 1990: 177–178), (Chatterji 1995: 24–25)

اس رپورٹ کے مطابق ،تشدد میں 660 جانیں گئیں ،جن میں 430 مسلمان اور 24 ہندو شامل تھے ،دوسری رپورٹس کے مطابق ایک ہزار سے تین ہزار لوگوں کی موت کی خبریں ہیں ، ہلاک ہونے والوں میں تقریباً 80 فیصد مسلمان تھے ، مذکور فسادات میں آپ نے دیکھا کہ کس طرح سیکولر پارٹیوں کو مسلمانوں سے ہمدردی ہے ، بہت زیادہ ہوتا ہے تو بعد میں ایک افسوس ناک بیان دے دیا جاتا ہے تا کہ مسلمان لیڈر نہیں بل کہ " ڈیلر" یہ کہہ سکیں کہ اب غلطی مان تو لی ، کیا بچے کی جان لوگے؟/ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا، کیا لکھا جائے اور کیا کہا جائے پچھتر سالوں سے عوام ایک بات نہ سمجھ سکی کہ ہمارا دشمن کون ہے؟ فسادات روکنے کی ذمہ داری کس کی بنتی ہے؟ آخر دنگائیوں کو جیل اور پھانسی کیوں نہیں ہوتی؟ کیوں ہمارے مالی نقصان کی بھر پائی نہیں ہوتی؟ ہمارا جرم کیا ہے؟ ہم نے کسے نقصان پہنچایا؟ کب نام نہاد سیکولر پارٹیوں کو ووٹ نہیں کیا؟

پھر بھی ہماری فکر نہیں؟ ہمارے درد کا احساس نہیں؟ جب حالت یہ ہے تو پھر ہونا یہ چاہیے کہ ہر صوبائی اسمبلی میں کم از کم اپنی قیادت کے اتنے لوگ ضرور بھیج دو تا کہ سیکولر، سیکولر رہ سکیں، سیکولر پارٹیوں کو ہم تبھی سیکولر رکھ سکتے ہیں جب اپنی قیادت مضبوط ہو ورنہ سیکولر کب کمیونل ہو جائیں کچھ کہا نہیں جا سکتا، جیسے سارے سیکولر بابری مسجد پر کمیونل ہو گئے، کسی نے کچھ کہا؟ یہ خاموش کمیونل ہیں، سوچو اور فیصلہ کرو ورنہ وہ یونہی تمہیں مجبور سمجھ کر ووٹ بھی لیتے رہیں گے اور چوٹ بھی پہنچاتے رہیں گے........ جاری ■◄

ص ۲۴؍ کا بقیہ ....

بل نہ گر پڑے ۔ (اس وقت) ہر نبی، ہر صدیق اور ہر شہید عرض کرے گا: یا رب لا اسئلک الا نفسی ، اے میرے رب میں کچھ نہیں مانگتا بجز اپنی نجات کے اور اس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تک اپنے بیٹوں کو فراموش کر دیں گے اور عرض کریں گے (الٰہی مجھ پر رحم فرما کہ) میں وہی ابراہیم ہوں جس کو تو نے اپنا خلیل فرمایا ہے (حضرت کعب نے مزید کہا) اے ابن خطاب اگر آپ کے پاس اس دن ستر نبیوں کے سے عمل ہوں جب بھی آپ ضرور یہی گمان کریں گے کہ نجات ملنی مشکل ہے تو (حضرت کعب کا یہ انذاری خطاب سن کر) سامعین سب رو پڑے آہ و فغاں کرنے لگے یہاں تک کہ روتے روتے نڈھال، بے حال ہو گئے (راوی نے کہا) جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی (اور خود اپنی بھی) یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا: اے کعب اب ہمیں کچھ خوش کن باتیں بھی سناؤ تو حضرت کعب نے کہا: اچھا (اور پھر کہنا شروع کیا):

بیان خوف کے بعد بیان رجا

’’ابشروا فان للہ تعالی ثلاث مائۃ و ثلاثۃ عشر شریعۃ لا یأتی العبد یوم القیامۃ بواحدۃ منھن مع کلمۃ الاخلاص الا ادخله اللہ الجنة واللہ لو تعلمون کنه رحمة اللہ تعالی لأبطئتم فی العمل۔ (ترجمہ) لوخوش ہو جاؤ (یعنی خوشخبری سنو) بے شک اللہ تعالیٰ کے تین سو تیرہ شرائع (خاص راستے یا احکام) ہیں اگر بندہ روز قیامت ان میں سے صرف کسی ایک ہی کے ساتھ (اللہ کے حضور) آ جائے بشرطیکہ کلمۂ اخلاص ہمراہ ہو تو یقیناً ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اسے دخول جنت سے محروم رکھے، لوگو! اگر تم کنہ رحمت الٰہی (یعنی رحمت کا جوہر حقیقی) جان لیتے تو بخدا تم عمل میں ضرور سست (اور ڈھیلے) ہو جاتے۔‘‘

[یہ روایت پوری ہوئی]

........جاری ■◄

از: مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی *

مفتی اعظم ہند کے تجدیدی کارنامے

اسلاف و اخلاف

رگوں میں جس کی لہو کی جگہ تھا عشق نبی
بلال ہند سے وہ درس عشق لیتا رہا

مجدد کا لغوی معنیٰ "نیا کرنا" ہے اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ دین اسلام کی ملاحت و جمال کی رعنائیوں کو مسخ کرنے والوں کی بیخ کنی کرے درآمدہ خرابیوں کو نکال دے گلشن اسلام میں تازگی پیدا کر کے اس میں نئی زندگی کی روح پھونک دے لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے اپنی پوری کوشش کو بروئے کار لائے اور اپنے منزل مقاصد کو پالے۔

کوئی دور ایسا نہیں گزرا جہاں خیر وشر کا تصادم نہ رہا، اس تقابل وتصادم کے باعث اسلامی معاشرے بھی اس سے متأثر ہوتے رہے جس کا ثمرہ یہ ہوتا رہا کہ اسلامی سماج میں فسق وفجور کی آلودگیاں پیدا ہوتی رہیں عقیدہ وعمل میں خرابیاں درآتی رہیں نئے نئے فتنوں کے دروازے وا ہوتے رہے اسلامی تہذیب و تمدن میں فساد پیدا ہو جانے کے سبب خالص دین پر عاملین کی تعداد برائے نام رہ جاتیں، ایسے ناگفتہ بہ حالات اور ناسازگار ماحول میں ببانگ دہل کلمۂ حق بلند کرنے کیلئے کسی بے باک مرد مجاہد کی ضرورت لابدی ہو جاتی ہے طاغوتی طاقتوں کے کبر و نخوت کے شیش محل کو مسمار کرنے کیلئے کسی مرد قلندر کی حاجت آن پڑتی ہے قدرت کا نظام ہے کہ ایسے پرآشوب فضا میں اسلامی سرمایہ کے تحفظ اور امت مسلمہ کی اصلاح اور فلاح و بہبود کے لئے مصلحین کی ایک جماعت پیدا فرماتا ہے جو ہر صدی کے آخر میں مبعوث ہوتا ہے، اس کے چند خصوصی شرائط ہوتے ہیں ان شرائط کے حاملین مصلحین کو مجدد کہا جاتا ہے، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

''ان اللہ عز و جل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۶) بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی میں ایک مجدد مبعوث فرماتا ہے جو دین کو ایک نئی آب وتاب دیتا ہے۔''

اس حدیث کے تحت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''ای یبین السنۃ من البدعۃ ویکثر العلم ویعز اھلہ ویقمع البدعۃ ویکثر اھلھا۔ (مرقاۃ، ۳۰۲/۱) سنت کو بدعت سے الگ واضح کرے گا اور علم کو خوب پھیلائے گا اہل علم کو عزت دے گا اور بدعت کو مٹائے گا اور اہل بدعت کو ذلیل ورسوا کرے گا۔''

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ نے فیض القدیر ۳۵۷/۲ پر، علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ مرقاۃ الصعود میں، علامہ بدرالدین ابدال علیہ الرحمہ رسالۂ مرضیہ میں اور جامع الاصول میں، امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ میں، ملک العلماء نے ماہنامہ پاسبان الہ آباد احمد رضا نمبر میں اور علامہ عبدالحی لکھنوی نے مجموعۂ فتاویٰ میں بھی کچھ ایسا ہی لکھا ہے۔

مجدد کے شرائط کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز میں موجود ہو اور اسی صدی میں علمی شہرت رکھتا ہو (۲) علوم ظاہرہ وباطنہ کا عالم ہو اور عوام وخواص کا مرجع اور مشار الیہ ہو دینی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہوں اور ان کی بات تسلیم کی جاتی ہو (۳) ان کے تقریر وتحریر، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تقویٰ وطہارت، علم وفضل، زہد و ورع سے نفع شائع وذائع ہو (۴) سنت کو زندہ کرے اور بدعت کے خاتمے کی سعی میں لگا ہو:

مرقاۃ الصعود، جامع الاصول، رسالۂ مرضیہ، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، مجموعۂ فتاویٰ، فتاویٰ شارح بخاری، فتاویٰ رضویہ، سراج

* مضمون نگار فخر ازہر دارالافتاء، ہاسپیٹ بلاری کرناٹک کے مفتی ہیں۔

المنیر ، پاسبان الہ آباد کا امام احمد رضا نمبر مراۃ المناجیج کتاب العلم ج ۳۸ ۲ / اباب الثانی وغیر ہا کتب میں شرائط مذکور ہیں۔

مفتی اعظم متقی عالم مرجع الخاص والعام کی ولادت ۲۲ / ذی الحجہ ۱۳۱۰ ہے اور وفات پر ملال ۱۳ محرم الحرام ۱۴۰۲ ہے جس سے واضح ہے کہ آپ نے دوصدی پائی ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز میں موجود رہے اور جس صدی میں پیدا ہوئے اسی صدی میں جہان علم وادب میں بحیثیت مقتدی و مرجع مشہور معروف ہوئے ، شیخ الاسلام حضور مدنی میاں مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

”جن کے جہاد بالقلم نے دین مصطفیٰ کو بھاری تباہی سے بچالیا۔“ (استقامت کا مفتی اعظم نمبر ۱۹۸۳/ ۱۲۳)

مزید فرماتے ہیں کہ:

”حضور مفتی اعظم ہند کے جرأت مندانہ اقدام نے دین مصطفیٰ کو بچالیا جس سے دنیا پر ظاہر ہو گیا کہ مصطفیٰ رضا خان نام ہے دین محمدی کی حفاظت کے لئے خدائی انتخاب کا۔“

(المصدر السابق/ ۱۲۸)

مزید فرماتے ہیں کہ:

”مفتی اعظم ہند کے ایک فتویٰ پر تصدیق فرماتے ہوئے ایک مرتبہ مخدوم ملت حضور محدث اعظم ہند نے صرف ایک جملہ تحریر فرمایا تھا اور وہ یہ ہے" ھذا حکم العالم المطاع و ما علینا الا الاتباع - یہ ایک عالم مطاع کا حکم ہے اور ہمارے لئے اتباع کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں" جسے محدث اعظم ہند جیسی شخصیت کی زبان بھی عالم مطاع واجب الاتباع قرار دے۔“ (المرجع السابق: ۱۳۱ ماہ مئی)

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ علوم ظاہرہ اور باطنہ میں محقق علی الاطلاق امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی قدس سرہ کے امین ووارث ، جانشین ومظہر اور عکس جمیل تھے ، عوام وخواص کے مرجع اور مشار الیہ بھی رہے ہے عوام وخواص دینی ضرورت کی تکمیل کے لئے آپ کی طرف رجوع فرماتے اور جو جواب آپ دیتے اسے تسلیم کیا جاتا۔

ان کی تقریر وتحریر ، بیعت وارادت ، درس وتدریس ، تصنیف وتالیف ، زہدی وتقویٰ ، خشیت و ورع ، علم وفضل سے عالم اسلام مستفیض ومستنیر ہوا اور آج بھی ہو رہا ہے ، مفتی اعظم ہند کی زندگی کا پل پل احیائے دین وسنیت اور رد منکرات وبدعت میں گزری جو جگ ظاہر ہے ۔ (جہان مفتی اعظم / استقامت کا مفتی اعظم نمبر اور مجدد ابن مجدد کا مطالعہ مفید ہوگا)

مفتی اعظم ہند مجدد ابن مجدد قدس سرہ العزیز کی حیات مستعار کے ۹۲ / سال کا اکثر حصہ تجدید دین وملت ، احیائے سنت اور رد بدعت ومنکرات سے عبارت ہے جس کا احاطہ اس مختصر سے مقالہ میں ممکن نہیں البتہ اجمالاً اور اختصاراً بیان کرنے کی سعی ہے ۱۹۱۰ سے فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا اور پہلا فتویٰ رضاعت سے متعلق دیا اور اس کا سلسلہ تا حیات برقرار رہا ، مفتی اعظم ہند کے فتوے لاکھوں میں ہیں دنیا کے اکثر علاقوں سے استفتاء ہوئے اور آپ نے اس کا مسکت اور دلائل و براہین سے مملو جواب دیا عوام سے زیادہ خواص کے سوال ہوتے رہے اسی کے مطابق مفصل جواب بھی دیئے جاتے رہے۔

۱۹۱۰ سے ۱۹۴۷ تک یعنی تقریبا ۳۷ سال تک باضابطہ منظر اسلام اور مظہر اسلام میں تعلیم دیا جس بحر بیکراں سے ہزاروں اجلہ علمائے اہل سنت و جماعت سیراب ہو کر نکلے برصغیر ہندو پاک کی اکثر درسگاہیں آپ کے تلامذہ ومستفدین سے مالامال ہیں سینکڑوں مفتیان کرام کو معرض وجود بخشا جس کا دبدبہ دارالافتاء میں ابتک نظر آتا ہے ، مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

”گیارہ سال تین ماہ صحبت بابرکات میں رہا اور چوبیس ہزار مسئلے لکھے جس کی تصحیح کا کام مفتی اعظم ہند نے انجام دیا۔“

(جامع الاحادیث ، ۴۶۳ / ۱)

آپ سے علماء عرب وعجم نے علمی استفادہ کیا اور سند واجازت حاصل کی چالیس سے زیادہ علوم وفنون سے لوگوں کو سیراب فرمایا تقریباً چالیس تصانیف بطور یادگار چھوڑیں وعظ ونصیحت کے ذریعہ عالمی سطح پر لاکھوں گم گشتگان راہ کو منزل صواب پر گامزن

اسلاف واخلاف

فرمایا، آپ کی تبلیغ جمیلہ سے متأثر ہو کر ایک کروڑ سے زائد لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

۱۹۲۷ میں نجدی حکومت نے جبریہ حج پر ٹیکس کا قانون نافذ کیا اس کے خلاف میدان میں اترے اور نجدی حکومت کو قانون واپس لینے پر مجبور کیا ۱۹۲۹ میں حکومت ہند کی جانب سے مسلم پرسنل لا میں ترمیمی بل لایا گیا اور شریعت میں مداخلت کی ناپاک جرأت کی گئی، اس کے خلاف آواز بلند کی اور اس کو رد کرنے پر مجبور کر دیا ۱۹۲۸ میں اخبار ہندو میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات لکھے گئے، آپ نے اس کے خلاف احتجاج کیا ۱۹۲۷ میں رنگیلا رسول نامی کتاب کے خلاف صف آراء ہوئے اور اس پر پابندی لگوانے میں کامیابی حاصل کی ۱۹۲۷ میں رشی بدھا مک نمبر شواتری اخبار جو جبل پور سے نکلتا تھا جو آریہ سماج کا اخبار تھا اس میں توہینی کلمات چھپنے پر اس کے خلاف زبردست احتجاج کیا ۱۹۲۳ میں شدھی تحریک کا فتنہ اٹھا تو آپ نے گیارہ ماہ تک گھر کو خیر آباد کہہ کر اس کے خلاف پورے ملک کا دورہ کیا اور پانچ لاکھ مسلمان جو مرتد ہو چکے تھے، ان کو کلمہ پڑھا کر پھر اسلام میں داخل کیا اور کثیر تعداد میں غیر مسلم کو بھی صاحب ایمان بنایا۔

روسی تحریک اشتراکیت، مسجد شہید گنج لاہور کا فتنہ اٹھا تو آپ نے لسانی، قلمی اور تحریکی جہاد فرمایا اور اس کا قلعہ قمع کیا، اپنی تنظیم کو دو حصوں میں منقسم فرمایا اور ایک حصہ کو عوام الناس میں شریعت کی ذمہ داری سونپی اور دوسرے حصے کو ہندوؤں کے درمیان تبلیغ کے لئے خاص کیا، آپ کی اس متحرک وفعال ٹیم نے آریائی مبلغین کو دعوت مناظرہ دیا۔

بیعت وارادت کا سلسلہ شروع کیا تو کروڑوں میں لوگ داخل سلسلہ ہوئے اور عشق وعرفان کے متوالے بنے بے شمار خلفا پیدا کئے اور انہیں رشد وہدایت کے کام پر لگایا انجمن اظہار اسلام، جماعت انصار الاسلام، سنی جمیعۃ الاسلام، سنی تبلیغی سیرت جیسے تنظیمات وتحریکات کی قیادت فرمائی، ۱۹۶۳ میں جماعت رضائے مصطفیٰ کی مستقل ودائمی سرپرستی قبول فرمائی ۱۹۷۶ / ۱۹۷۷ میں نس بندی کے نفاذ کا حکم جاری ہوا اور پورے ملک میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی بے شمار کانگریسی ملاؤں نے جواز کا فتویٰ دے دیا اور بقیہ نے اپنے منہ پر سکوت کا تالا لگا لیا اس وقت آپ میدان میں اترے اور اس کے حرام ہونے کا فتویٰ جاری کیا اور اپنے قول پر ڈٹے رہے جس سے جبریہ نس بندی کا قانون واپس ہوا راجپوتوں کے علاقے میں مدرسہ کا جابجا قیام عمل میں لایا۔

تحریک صلوٰۃ کا آغاز فرمایا جابجا اجتماعات کے انعقاد کی بنیاد رکھوائی ۱۹۳۸ میں جب عنایت اللہ مشرقی نے تحریک خاکسار کی بنیاد رکھ کر فتنہ پھیلانا شروع کیا تو اس کے خلاف نبرد آزما ہوئے اور اس تحریک کا وجود مٹا کر رکھ دیا ۱۹۳۷ میں مظہر اسلام کی بنیاد رکھی، یادگار رضا رسالہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے بینر تلے آپ کی سرپرستی میں بھی جاری رہا، ۱۹۳۴ء کو جب بہار میں خوف ناک زلزلہ آیا، آپ ڈاکٹروں کی ٹیم اور رفاع عامہ کا ساز وسامان لے کر بنفس نفیس جائے واردات پر پہنچے اور لوگوں کی مدد فرمائی، بتاتے ہیں کہ دربھنگہ اور اس کے اطراف واکناف میں ۱۶۰۰ مساجد تعمیر کروائی۔

اس کے علاوہ بھی ہر جہت اور ہر سمت سے حضور مفتی اعظم ہند کے تجدیدی کارناموں کا نقوش تاریخ کے صفحات پر جابجا بکھرے ملتے ہیں، بلاشک وشبہ آپ اپنے دور کے مجدد تھے اور اکثر نے آپ کی مجددیت کو قبول کیا ہے جس کے لئے مجدد ابن مجدد اور پندرھویں صدی کا مجدد کون کا مطالعہ زیادہ مفید ہوگا۔

آپ نے بے شمار لوگوں کو ذرّہ سے آفتاب بنایا، چنانچہ آپ کے جانشین وارث علوم رضا حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں: ؎

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

رب قدیر بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو بھی انہیں بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

◆◆◆

اسلاف واخلاف

(از: مولانا کمال احمد علیمی نظامی*

شریعت وطریقت کا اختر تابندہ

اسلاف واخلاف

بریلی شریف کی سرزمین بڑی زرخیز ہے، اللہ تعالیٰ نے یہاں کی خاک سے علم وحکمت کے بہت سارے لعل وگہر پیدا فرمائے، جنھوں نے اپنے علم وہنر سے ایک جہان کو فیض یاب کیا، جن شخصیات نے بریلی کو بریلی شریف بنا کر اس کو ایک شناخت عطا کی ان میں امام العلما، مجاھد حریت حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خان علیہ الرحمہ (۱۲۸۲ھ) کا اسم گرامی قابل ذکر ہے، آپ نے ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں شہر بریلی میں علمیت و روحانیت کی جو بزم آراستہ کی اس سے تقریباً ۳۴ سال تک پورا برصغیر ہندوپاک محظوظ و مستفیض ہوا، آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند امام المتکلمین، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۷ھ) آپ کے مسند علم وفضل پر متمکن ہوئے، والد ماجد کے سچی جانشین ثابت ہوئے اور ۱۲۸۲ھ سے ۱۲۹۷ھ تک مکمل پندرہ سال تک مسلمانان ہند کی علمی تشنگی بجھاتے رہے، آپ کے بعد سرزمین بریلی شریف کے علمی افق پر وہ مہر درخشندہ نمودار ہوا جس کی علمی تابانی سے پوری دنیا منور ہوگئی، جس کی تجدیدی خدمات کو دیکھ کر اس وقت کے مبلغ اعظم، خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے کہا تھا: ؎

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

امام اہل سنت کے شہزادے حضور حجۃ الاسلام، علامہ حامد رضا خان بریلوی (م مئی ۱۹۴۳ھ) اور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان (نومبر ۱۹۸۱ھ) علیہا الرحمہ نے امام احمد رضا کی بزم علم وحکمت کو آباد رکھا، حضور حجۃ الاسلام کے صاحب زادے مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خان (م ۱۳۸۵ھ) کے گھر محرم الحرام ۱۳۶۲ھ میں آقائے نعمت، سرور کشور فقاہت، تاج الشریعہ حضرت علامہ محمد اختر رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر والد ماجد کے حکم پر دنیا کی سب سے بڑی دانش گاہ جامع ازہر مصر تشریف لے گئے، وہاں تین سال تک امتیازی پوزیشن کے ساتھ اعلیٰ تعلیم حاصل کی، واپسی کے بعد سرکار مفتی اعظم ہند اور بحر العلوم حضرت مفتی اجمل حسین مونگیری علیہما الرحمہ سے فتویٰ نویسی میں درک حاصل کیا، حضور مفتی اعظم ہند کی خصوصی نگاہ عنایت نے آپ کو آسمان فضل وکمال کا اختر کامل بنا دیا۔

میدان عمل میں قدم رکھا تو تقریباً چالیس سال تک درس و تدریس، دعوت وتبلیغ اور فتوی نویسی کا فریضہ انجام دیتے رہے، شریعت وطریقت میں حضور مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین ثابت ہوئے، ہزاروں فتاوی، درجنوں علمی وتحقیقی مقالات، ۳۶ سے زائد علوم وفنون میں تبحر کامل، ۶۱ سے زائد کتب ورسائل کی تصنیف، تالیف اور ترجمہ وتحشیہ، ملک وبیرون ملک دعوتی رحلات، شرعی کونسل آف انڈیا کے سیمیناروں کی سرپرستی، نثر ونظم میں یکساں مہارت، اردو، عربی، انگریزی، ہندی جیسی متعدد زبانوں پر عبور کامل، لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین یہ سب ایسے امور ہیں جو آپ کے معاصرین میں امتیازی شان عطا کرتے ہیں۔

آپ کی حیات طیبہ کا ہر پہلو لائق دید ہے، آپ کی کتاب حیات کا ورق ورق لائق مطالعہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مقبولیت عطا فرمائی وہ آپ کے عہد میمون میں کسی کو نصیب نہیں ہوئی، شیخ القرآن حضرت علامہ عبد اللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ سابق شیخ الجامعہ وصدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تاج الشریعہ کو اللہ نے ایسی قبولیت

* مضمون نگار دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی کے استاذ ہیں۔

عامہ بخشی ہے کہ جہاں پہونچ جاتے ہیں وہاں پروانوں کا ہجوم لگ جاتا ہے۔

آپ کے اوصاف وکمالات میں زہد وتقوی ایک نمایاں وصف ہے، یقیناً آپ کے تقوی کی شان بڑی نرالی تھی، پوری زندگی آپ نے اتباع سنت وشریعت میں بسر کی، آپ نے جو فتویٰ دیا اس پر عمل بھی کیا، مثلاً آپ نے تصویر کشی کی حرمت کا فتویٰ دیا تو زندگی بھر بلا ضرورت تصویر کشی سے اجتناب کیا، ایسا نہیں ہوا کہ آپ کا فتویٰ کچھ اور ہو اور عمل کچھ اور، آپ نے کی زندگی کا یہی وہ پہلو ہے جس نے پوری دنیا کے اہل علم کو متاثر کیا، کیا عرب کیا عجم ہر جگہ آپ کے بے مثال تقوی کا خطبہ پڑھا گیا۔

حق گوئی وبے باکی میں اپنی مثال آپ تھے، نس بندی کا قضیہ سب کو یاد ہوگا، حکومت وقت کے دباؤ میں بہت سارے اصحاب جبہ ودستار نے اس کی حلت کا فتویٰ دے مارا تھا، مگر سرکار مفتی اعظم ہند کے حکم پر حضور تاج الشریعہ نے اس کی حرمت کا فتویٰ دے کر اہل سنت وجماعت کا سر فخر سے اونچا کر دیا تھا۔

آپ کی ذات پر عشق رسالت کا رنگ اتنا گہرا چڑھا تھا کہ دنیا نے آپ کو امام العاشقین کا لقب دیا، اس حوالے سے بھی آپ فقید المثال نظر آتے ہیں، آپ نے اپنے عمل وکردار سے عشق رسول کا ثبوت پیش کیا، زندگی بھر وصال محبوب کے لیے تڑپتے رہے، جان جاناں کی فرقت میں بلکتے رہے، عشق جب بہت غالب آجاتا تو نعت خوانی کا سہارا لیتے، خود ہی فرماتے ہیں:؎

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضری دیکھنے کو مل جاتا

نبی سے ہو جو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر مادر برادر جان ودل ان پر فدا کر دیں

گویا آپ کی حیات طیبہ علم، عمل اور عشق رسول کا مثلث تھی، جس کے ہر ہر زاویے سے عشق وعرفان کے چشمے ابلتے تھے، اللہ جل شانہ نے آپ کو حسن باطنی کے ساتھ جمال ظاہری سے بھی نوازا تھا، مرادآباد کے ایک جلسے میں میری نگاہوں کے سامنے ایک غیر مسلم نے اسلام قبول کیا، اس سے وجہ پوچھی گئی تو اس نے بتایا کہ جب غلام نبی کا چہرہ اتنا خوبصورت ہے تو ان کے نبی کا رخ ناز کتنا حسین ہوگا، ایسے نورانی چہرے والے کا دین کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا، اللہ تعالی ہمیں حضرت کے فیضان علم وعمل سے مالا مال فرمائے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۵۴ رکا بقیہ............

راکب دوش نبی مرکز انوار ہے جو
نازش آل علی سید اخیار ہے جو
منبع جود وسخا حاکم وسردار ہے جو
مخزن صبر ورضا دین پہ سرشار ہے جو
وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
یعنی وہ جلوہ گہ بوسۂ سرکار ہی ہے

دیکھ کر چہرۂ پرنور صحابہ نے کہا
اس میں آتا ہے نظر جلوۂ شاہ بطحا
آیا ہے جس کے لیے باغ جناں سے جوڑا
جس کی ناراضی ہے ناراضیِ رب کعبہ
وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
یعنی وہ جلوہ گہ بوسۂ سرکار ہی ہے

اپنے شانے پہ شہ دیں نے بٹھایا جس کو
رب کے قرآن کی تفسیر سکھایا جس کو
سارے اسرار شریعت کے بتایا جس کو
فرش سے عرش تلک سارا دکھایا جس کو
وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
یعنی وہ جلوہ گہ بوسۂ سرکار ہی ہے

آخری دم بھی قضا سجدہ جو ہونے نہ دیا
دست ظالم پہ جو بیعت کا نہ سمجھوتا کیا
کربلا میں جو شہادت کا عجب جام پیا
ہے جسیم رضوی جو قمر "بل احیا"
وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
یعنی وہ جلوہ گہ بوسۂ سرکار ہی ہے

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

اٹھارہویں قسط

اسلاف و اخلاف

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے وہ تین جھوٹ کیا تھے؟

...(راوی کا بیان ہے کہ) رسول ﷺ نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وہ تینوں جھوٹ، دین خداوندی کے دفاع میں مجادلانہ بول تھے۔ (یعنی شرعا، حقیقی جھوٹ نہیں تھے)

○ ان میں ایک یہ تھا کہ کہا تھا میں بیمار ہونے والا ہوں جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہے کہ ﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ٥ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ٥﴾ یعنی ابراہیم نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں۔ [سورۂ صافات–۸۹، کنز الایمان]

○ اور (دوسرا یہ تھا کہ) ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا﴾ بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا۔ [الانبیاء–٦٣]

○ اور تیسری وہ بات ہے جو آپ نے اپنی بیوی کے متعلق کہی تھی کہ ﴿انها اختی﴾ وہ میری بہن ہے۔ (یعنی دینی بہن)

...پھر حضرت ابراہیم خلیل الرحمن لوگوں سے کہیں گے، بلکہ تم لوگ موسیٰ کے پاس جاؤ جنھیں اللہ نے ہم کلامی کے شرف سے مشرف فرمایا ہے۔ تو لوگ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے حضرت! آپ ہمارے لئے اپنے رب سے شفاعت کیجئے کہ فیصلہ (جلدی) فرمادے تو آپ بھی یہی جواب دیں گے ''لست هناك'' میں اس لائق نہیں مجھ سے ایک آدمی کا ناحق قتل ہو گیا تھا، میں تو خود آج اپنے غم میں مغموم ہوں۔ بلکہ تم لوگ عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کہ وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں (بڑی فضیلت و قربت والے ہیں) تو لوگ ان کی خدمت میں پہنچیں گے اور (وہی معروضہ پیش کریں گے) کہیں گے کہ حضرت! اپنے رب سے ہمارے لئے شفاعت کیجئے کہ (جلدی) فیصلہ فرمادے (تاکہ محشر کی اس ہولناک مصیبت سے تو ہم چھوٹ جائیں آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا) تو آپ بھی وہی جواب دیں گے کہ یہ میرا منصب نہیں ہے، بے شک میری قوم نے مجھے اور میری ماں کو معبود گردانا اللہ کے علاوہ، میں تو آج اپنے ہی غم میں غمگین ہوں (میں کس کی سفارش کروں؟) لیکن (میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں) بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے پاس قیمتی پونجی ہو اور اسے ایک تھیلی میں بحفاظت رکھے اور اس کا منہ بند کر کے اس پر مہر (سیل) لگادے تو کیا تھیلی میں جو مال (محفوظ) ہے اس تک کسی کی رسائی ہوگی جب تک کہ مہر نہ توڑی جائے، تو سب لوگ (بیک زبان) عرض کریں گے، نہیں حضرت!...تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے (تو سنو!) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر سلسلہ نبوت ختم ہوا اور آج اس کام کیلئے وہی کافی وافی ہیں، جب کہ (ان میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ) قد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تاخر (۱)۔ لہٰذا تم لوگ ان کی بارگاہ میں جاؤ (اور شفاعت کی درخواست کرو۔ کیونکہ یہ منصب انہیں کا ہے)...

اہل محشر کا شافع روز محشر کی خدمت میں پہنچنا

...(راوی کا بیان ہے کہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فياتيني الناس۔ فاقول نعم۔ انا لها، انا لها......الحديث۔ (ترجمہ) تو آخر میں لوگ میرے پاس آئیں گے (اور شفاعت کی درخواست کریں گے) تو میں کہوں گا ہاں! اچھا، میں اسی کے لئے ہوں (۲) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (شفاعت عامہ کا) اذن دے گا جس کے لئے چاہے گا جس کیلئے راضی ہوگا۔

[۱] یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی بے قصوری کا مژدہ سنا دیا ہے، گویا آپ کی خاص فضیلت اور اقربیت و محبوبیت کا اعلان فرما دیا ہے، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

[۲] یعنی یہ، شفاعت کبریٰ کا منصب خاص میرے ہی لئے ہے، میرے سوا اس منصب پر اور کوئی فائز نہیں ہے، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

(راوی کا بیان ہے حضور نے خبر دی کہ) قضا کیلئے سب سے پہلے حضور کی امت بلائی جائی گی اللہ تعالیٰ (خلق کو موقف میں محشور کرنے کے بعد) قضاو محاسبہ سے رُکا رہے گا جتنے عرصہ تک چاہے گا پھر جب خلق کے درمیان قضا کا ارادہ فرمائے گا تو (اس کے حکم سے) ایک منادی (پکارے گا) کہاں ہیں محمد (ﷺ) اور کہاں ہے ان کی امت؟ (یعنی سب سے پہلے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو یاد فرمایا جائے گا اور ساتھ ہی سب امتوں سے پہلے اس امت مرحومہ کو فیصلے کیلئے بلایا جائے گا۔ (جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ ہم پچھلے ہونے کے باوجود سب سے آگے یعنی پیش پیش رہیں گے، چنانچہ اسی حدیث میں ہے کہ حضور کی امت کو طلب کیا جائے گا جبھی تو حضور نے فرمایا:) فنحن الآخرون والاولون۔ کیونکہ ہم دنیا میں آنے کے اعتبار سے تو سب سے پچھلے ہیں لیکن قیامت کے دن، حساب (وغیرہ) کے لحاظ سے سب سے آگے رہیں گے۔ تو میں (اپنی جگہ سے) کھڑا ہوں گا مع اپنی امت کے۔ تو سب امتیں ہمیں راستہ دیتی چلی جائیں گی (ہمارے گزرنے کیلئے ادھر ادھر ہٹ جائیں گی)۔ تو ہم لوگ گزریں گے اس حال میں کہ ہمارے اعضائے وضو آثار طہارت سے، نمایاں طور پر چمکتے اور جھلکتے ہوں گے۔ تو اہل محشر کہیں گے: لگتا ہے کہ یہ امت نبیوں کی جماعت ہو۔

اذن شفاعت اور جنت میں داخلہ سب سے پہلے حضور کیلئے

... پھر میں (سب سے پہلے) آگے بڑھ کر جنت کے دروازے تک پہونچوں گا کھولنے کو کہوں گا۔ (اندر سے) پوچھا جائے گا، کون صاحب ہیں؟ تو کہوں گا: میں ہوں محمد، اللہ کا رسول! تو میرے لئے اس کا دروازہ کھول دیا جائے گا میں اندر داخل ہوں گا اور (تشکراً) اللہ کیلئے سجدہ میں گر پڑوں گا اور اس کی حمد بجالاؤں گا ایسے کلمات حمد وشکر کے ساتھ کہ ویسی حمد مجھ سے پہلے اس کی کسی نے نہیں کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی کر سکے گا۔ تو فرمایا جائے گا: (اے محمد) تم اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ اور کہو (کیا کہنا چاہتے ہو) تمہاری بات سنی جائی گی اور مانگو (جو مانگنا مقصود ہو) تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو (جس کے لئے چاہو، جو چاہو) تمہاری شفاعت مقبول ہوگی۔ تو میں سر اٹھاؤں گا اور (پھر بالآخر) ہر اس بندے کے لئے شفاعت کروں گا جس کے دل میں جو بھر یا ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ (بقول مصنف) یعنی یقین مع شہادت توحید ورسالت۔ [ابن عباس کی یہ حدیث پوری ہوئی۔ مترجم]

فاروق اعظم کی فرمائش پر کعب احبار کی تقریر پُر تاثیر

روایت: مروی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایک روز اپنے عہد خلافت میں) ایسے وقت مسجد تشریف لائے جب کہ حضرت کعب احبار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) لوگوں کو دینی باتیں سنا، سکھا رہے تھے۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا: اے کعب! ہمیں (کچھ) وہ باتیں سناؤ جن سے سامعین کے دلوں میں (اللہ وآخرت کا) خوف پیدا ہو۔ تو آپ نے کہا: اچھا! (اور سنانا شروع کیا):

روز قیامت کی منظر کشی کا اثر

وعظ کعب احبار علیہ الرحمہ:

اللہ کے بہت ملائکہ وہ ہیں جو (عبادت الٰہی بجالانے کیلئے) اپنی پیدائش کی دن سے برابر قیام کی حالت میں ہیں۔ (ذرا بھی) انہوں نے اپنی پیٹھیں نہیں موڑی ہیں اور بہت وہ ہیں جو سجدہ ریز ہیں۔ سجدوں سے اپنے سر کبھی نہیں اٹھاتے ہیں اور وہ سب اسی طرح قیام وسجود میں نفخۂ صور تک رہیں گے اور جب صور پھونکا جائے گا تو وہ سب کے سب (اپنے عجز وقصور کا اعتراف کرتے ہوئے) عرض کریں گے "سبحانک اللھم وبحمدک ما عبدناک حق عبادتک وحق ما ینبغی لک ان تعبد" اے اللہ تجھے، تیری حمد کے ساتھ پاکی ہے ہم نے تیری عبادت نہیں کی جیسا عبادت کا حق تھا۔ اور جیسی تیری پرستش کی جانی چاہئے تھی (ہم سے ادا نہیں ہوئی)۔ (حضرت کعب نے آگے کہا) قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میری جان ہے بے شک جہنم قیامت کے روز ضرور قریب آئے گی اس حال میں کہ ڈھاڑتی چنگھاڑتی ہوگی حتی کہ جب بالکل پاس آئے گی (قریب ہوجائے گی) تو ایک ایسی چنگھاڑ مارے گی کہ کوئی نبی، شہید بھی نہیں بچے گا جو (مارے خوف الٰہی کے) گھٹنوں کے بقیہ ص ۴۰ پر

(از: مولانا محمد اشرف رضا قادری *

منظوم سوانح اعلیٰ حضرت

رضویات کے باب میں ایک گراں قدر اضافہ

امرا وسلاطین اور نام ور علمی ومذہبی شخصیات کی تاریخ اور ان کے حالات و واقعات منظوم شکل میں پیش کرنے کی روایت اردو ادب میں شروع سے پائی جاتی ہے اور اس سلسلے میں دکنی شعرا کو اولیت کا مقام حاصل ہے، تفصیل سے گریز کرتے ہوئے صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں، دکن کے قدیم اور نامور اردو شعرا میں ملا نصرتی (م ۱۰۷۶ھ) کو بڑی شہرت و مقبولیت حاصل ہے، ان کی شاعری اور بیش قیمت کلام کو اردو زبان کا بیش قیمت سرمایہ سمجھا جاتا ہے۔ جب بھی بیجاپور اور عادل شاہی دورِ حکومت کا ذکر آتا ہے، دکن کے اس مایۂ ناز سخن ور کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے، کیوں کہ وہ عادل شاہی دربار کا ''سرتاج شعرا'' تھا، ان کی مشہور مثنوی ''علی نامہ'' بیجاپور کے پندرہ سالہ دورِ حکومت اور مختلف سلاطین کے کارناموں کی منظوم تاریخ و تذکرہ ہے، جس میں حمد، نعت، واقعۂ معراج، مناقبِ صحابہ وائمۂ اہلِ بیت کے تذکارِ جمیل کے ساتھ بیجاپور کے مختلف سلاطین کی تاریخ دلکش پیرائے میں نظم کی گئی ہے۔

خواجہ الطاف حسین حالی کی مثنوی ''مد وجزرِ اسلام'' اور حفیظ جالندھری کی مشہورِ زمانہ مثنوی ''شاہنامۂ اسلام'' اسی نوعیت کی خوب صورت کڑی ہے، جس میں مذہب اسلام کی تاریخ ترتیب وار بیان کی گئی ہے۔ مذکورہ بالا مثالوں سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اردو ادب میں تاریخ اسلام، مشاہیرِ عالم اور امرا وسلاطین کی منظوم تاریخ و تذکرہ لکھنے کی روایت عام ہے۔

''سوانح'' سانحہ کی جمع ہے، سانحہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنیٰ ہے: پیش آنے والا واقعہ یا حادثہ یا ظاہر ہونے والا واقعہ! کسی بھی عظیم فرد کی زندگی کے حالات و واقعات، احوال و کوائف، حیات و خدمات اور اس کے اوصاف و کمالات کو اجمال و تفصیل سے زمانی ترتیب کے ساتھ قلم بند کرنا ''سوانح نگاری'' کہلاتا ہے، سوانح نگاری، تاریخ کی ایک ذیلی شاخ ہے، کسی عظیم ہستی کی سوانح حیات لکھنا گویا اس کی ''تاریخ'' مرتب کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت سارے تاریخی اصول و شرائط سوانح میں ملحوظ رکھنے پڑتے ہیں، بالعموم سوانح حیات ''منثور'' ہوا کرتی ہے اور بعض اوقات ''منظوم سوانح'' بھی لکھی جاتی ہے، منثور سوانح کے مقابلے میں ''منظوم سوانح''، مشکل، دشوار اور زہرہ گداز مانی جاتی ہے، کیوں کہ اس میں سب سے پہلے صاحب تذکرہ کے بیشمار واقعات و احوال میں سے چیدہ چیدہ واقعات و احوال کو ذہن میں مستحضر کیا جاتا ہے، پھر تسلسل کے ساتھ ان کو شعری جامہ پہنایا جاتا ہے، جو بہر حال ایک مشکل امر ہے۔

ایسی منظوم سوانح قابلِ قدر اور عمدہ سمجھی جاتی ہے، جس میں صاحبِ سوانح کی تہہ دار فکر و شخصیت کے تمام اہم پہلوؤں کو بطریق احسن اجاگر کیا گیا ہو اور ان کی پیشکش میں دلکشی اور خوش اسلوبی کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہو، سوانح نگاری کی اہمیت و افادیت مسلّم ہے، عظیم علمی، روحانی، دینی اور سیاسی شخصیات کی سوانح حیات قلمبند کرنے کا مقصد و فائدہ وہی ہے، جو تاریخ نگاری کا ہے یعنی امتدادِ زمانہ کے سبب حقائق و واقعات کے چہروں پر جمی گرد و غبار کو صاف کرتے ہوئے بلا کم و کاست ان کو اصلی حالت میں پیش کرنا، تاکہ آنے والی نسلوں کے لیے وہ مشعل راہ ثابت ہو سکیں اور عظیم شخصیات کے ہمہ جہت کارناموں سے عوام و خواص واقف ہو کر اپنے حال کو بہتر اور مستقبل کو روشن و تابناک بنا سکیں۔

ان جلیل القدر ہستیوں کی خدماتِ جلیلہ اور ان کے عظیم الشان کارنامے اس لیے اجاگر کیے جاتے ہیں، تاکہ قوم کے نوجوانوں میں قوتِ فکر و عمل پیدا ہو سکے اور وہ غیر معمولی جوش و ولولہ

* مضمون نگار دوماہی امین شریعت بریلی شریف کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

کے ساتھ میدانِ عمل میں خود کو اتار سکیں، کہا جاتا ہے کہ ”نئی نسلوں کو عملی زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے من جملہ اور چیزوں کے، اپنے اسلاف واکابر کی سوانح کا مطالعہ بے حد سودمند ثابت ہوتا ہے“ سوانح نگاری اپنے اندر بڑی وسعت اور تنوع رکھتا ہے، صاحبِ سوانح کی ولادت، وفات، تعلیم وتربیت اس کی زندگی وبندگی، خدمات، کارنامے، عادات وخصائل، اوصاف وکمالات، اخلاق وکردار، بود وباش، طرزِ معاشرت اور متعلقہ شخصیت کے عہد وماحول کا تذکرہ، یہ سارے امور سوانح کے زمرے میں آجاتے ہیں، یہ اقتباس ملاحظہ کریں:

”سوانح، تاریخ کی ایک شاخ ہے، لیکن بعض خصوصیات کی وجہ سے اس کا شمار ادب میں بھی کیا جاتا ہے، اب سوانح انسان کی پیدائش، خاندان، تعلیم، مشاغلِ زندگی اور وفات کا بیان ہی نہیں، بلکہ کسی فرد کے ظاہر وباطن، عادات واطوار، اخلاق ومعاشرت، وراثت، نفسیاتی کیفیت اور اس کی زندگی کے نشیب وفراز کی داستان بن گئی ہے، اب سوانح نگار کے لیے وہ تمام باتیں دلچسپی کا باعث ہیں، جس سے شخصیت کی تعمیر اور ایک مکمل تصویر کے بنانے میں مدد ملے۔ اس میں سطحی واقعات اور ظاہری حالت بیان کر دینے سے زیادہ باطنی کیفیت، نفسیاتی حالت، ذہنی ارتقا، رجحانات اور خوبیاں وکمزوریاں دکھانا مقصود ہوتا ہے، تاکہ (سوانح کی شکل میں) ایک واضح تصور ابھر کر سامنے آسکے۔“

(اردو نثر کا فنی ارتقا، ص ۳۱۸: مطبوعہ: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی)

زیرِ نظر کتاب ”منظوم سوانح اعلیٰ حضرت“ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک مضبوط کڑی ہے۔ یہ منظوم سوانح شاعر کے طبعِ وقاد، فکرِ صائب اور ذہنِ ثاقب کی منہ بولتی تصویر ہے، جس میں اپنے وقت کی عبقری شخصیت، مجددِ اسلام، ناصر الاسلام والمسلمین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ (متوفیٰ: ۱۳۴۰ھ) کی حیات وخدمات منظوم شکل میں پیش کی گئی ہیں، اعلیٰ حضرت قدس سرہ اہل سنت کی ان باکمال شخصیات میں سے ایک ہیں، جن کی حیات اور کارناموں پر کثرت سے مضامین و مقالات اور کتب ورسائل تحریر کیے گئے ہیں۔ یہ منظوم سوانح ”رضویات“ کے باب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ اس سے قبل خلیفۂ اعلیٰ حضرت، شاعر اسلام حضرت مفتی محمود جان جودھ پوری علیہ الرحمہ نے آپ کی منظوم سوانح اختصار کے ساتھ لکھی تھی، نازشِ علم وادب، شاعر ذی وقار حضرت مولانا محبوب گوہر اسلام پوری دام ظلہ عصر حاضر کے نامور ادیب وشاعر ہیں، ان کی شعری وادبی خدمات قابلِ قدر ہیں، موصوف حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر رکھنے والے ایک مفکر اور دانش ور ہیں۔

ان کی شاعری میں وسعتِ فکر، تعمقِ نظر اور جدتِ اسلوب پائی جاتی ہے۔ اچھے عالم کے ساتھ ایک اچھے حافظ وقاری بھی ہیں، ملی وجماعتی فلاح وبہبود کے لیے ہمیشہ کوشاں نظر آتے ہیں، اللہ عزوجل ان کی دینی وملی وادبی خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے اور ان کی عمر واقبال میں برکت عطا فرمائے، آمین۔

حقیقت، صداقت، ثقاہت، معتبر ذرائع معلومات، مستند ماخذ سے استفادہ، مبالغہ سے احتراز اور دیانت کا التزام فنِ سوانح نگاری کے لازمی اجزا ہیں، ان میں سے کسی ایک کا فقدان ادیب ومصنف اور شاعر کے دامن پر بدنما داغ لگا دیتا ہے۔ اس لیے ”فن سوانح نگاری“ کے لیے مذکورہ عناصر کا التزام واہتمام ضروری ہے اور بالخصوص ”دیانت داری“ ادب کی دیگر اصناف کے علاوہ اس فن کے لیے جزوِ لاینفک کی حیثیت رکھتی ہے۔ تذکرہ وسوانح خواہ منظوم ہو یا منثور، اس کا تعلق شاعرانہ تخیل سے نہیں بلکہ زندگی کی ٹھوس حقیقتوں سے ہوا کرتا ہے۔ لوگ منظوم سوانح کا مطالعہ اس غرض سے کرتے ہیں کہ وہ محظوظ بھی ہو اور صاحبِ تذکرہ سے متعلق اپنی معلومات کا اضافہ بھی کریں۔

لہٰذا دیانت اور سچائی کے ساتھ متعلقہ شخصیت کی حالاتِ زندگی کا تذکرہ اس صنفِ ادب کے لیے ضروری ہے۔ واقعات کی صداقت ودیانت، فنِ سوانح کو اعتبار واستناد بخشتی ہے۔ ایک اچھے سوانح نگار کو دیانت دار ہونا امرِ لازمی ہے۔ اس لیے عظیم شخصیات پر قلم اٹھانے سے پہلے ضروری ہے کہ حقائق وواقعات کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے۔ شخصیت سے متعلق

مواد اور احوال وواقعات کو تنقید کی کسوٹی پر اچھی طرح پرکھا جائے اور نہایت سلیقے سے قارئین کے سامنے پیش کیا جائے، سوانح نگار نہ صرف متعلقہ شخصیت کے اظہار میں صداقت و دیانت سے کام لے بلکہ اپنے عہد و ماحول، سماجی اقدار اور معاشرتی احوال کی تصویر کشی میں بھی سچائی کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہے، یہ اشعار دیکھیں کہ کس قدر حقیقت وواقعیت اور صداقت و دیانت کے عین مطابق ہیں:۔

ہیں امام نعت گو یاں، حضرتِ احمد رضا
متفق ہو کر یہ اہلِ علم و دانش نے کہا

با کمال اصحاب فن کا ہے یہ اظہارِ خیال
ان کی اردو نعت گوئی کی نہیں ملتی مثال

نائبِ حسّان کا ہے ہند میں عہدہ ملا
رب کے فضلِ خاص سے یہ تمغۂ عظمیٰ ملا

نعت گوئی میں ہے ان کا لہجہ کافی پُر اثر
ہیں حقیقت میں وہ اقلیمِ سخن کے تاج ور

چھیڑتی ہے دل کو پیہم ان کے لہجے کی کھنک
نعت گوئی میں مثال ان کی نہیں ہے دور تک

حقائق وواقعات کی دیانت دارانہ ترسیل اور جذباتِ محبت کے اظہار میں سلیقہ مندی، حمد ونعت کے علاوہ منقبت میں ضروری سمجھتی ہے، جس سے ''منظوم سوانح'' مستثنیٰ نہیں ہے، گوہر صاحب کے کلام میں یہ وصف موجود ہے۔ انہوں نے اپنے ممدوح امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے متعلق سوانحی کوائف اور ان کی خدمات کی ترسیل میں حقائق کے دامن کو مضبوطی سے تھامے ہوئے نہایت سلیقے سے اشعار قلم بند کیے ہیں، جو قابلِ قدر اور لائق ستائش ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے متعلق یہ منظوم تذکرہ ۴۴۸ رصفحات پر مشتمل ہے اور الجامعۃ الرضویہ، مغل پور، پٹنہ کے زیر اہتمام قرأت اکیڈمی دار الترجمہ والنشر، کولکاتا، بنگال سے شائع ہوا ہے۔ شروع کے ابتدائی ۳۰ رصفحات میں شاعر و ناظم کے ''پیش لفظ'' کے علاوہ مختلف علما ومشائخ اور اصحاب لوح و قلم کے تاثرات ہیں۔ ''تقریظِ جلیل'' کے عنوان سے مولانا ملک الظفر سہسرامی کا طویل مضمون زینتِ کتاب ہے، جو تقریظ کے بجائے ''تقدیم'' کی حیثیت رکھتا ہے، شیخ الاسلام حضرت علامہ سید مدنی میاں اشرفی الجیلانی، شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خان بریلوی و حضرت گلزارِ ملت دام ظلہم العالی جیسے مشاہیر کے تاثرات کتاب کو سند اعتبار فراہم کرتے ہیں، حضرت شیخ الاسلام اپنے ''دعائیہ کلمات'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

''کہ مجدد دین وملت امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ کی ذاتِ ستودہ صفات ایسی با برکت ذات ہے کہ جو جس حیثیت سے امام ممدوح پر کام کرنا چاہا، وہ تائید غیبی سے کیا اور کرتا ہے۔ سیرت وسوانح کے حوالے سے چودھویں صدی کی شخصیات میں جتنا کام امام احمد رضا قدس سرہ کی شخصیت پر ہوا اور ہو رہا ہے، شاید کسی پر نہیں ہوا، یہ بھی ایک طرح کا انعام خداوندی ہے، پیشِ نظر ''منظوم سوانح اعلیٰ حضرت'' بھی اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے، جس کے تخلیق کار محترم محبوب گوہر اسلام پوری ہیں۔ یہ شاعرِ موصوف کا کمالِ سخن، جودتِ خیال اور ذوقِ ادب ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ کی سیرت وسوانح کو نظم کے قالب میں پیش کیا، جس پر وہ بلاشبہ ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں۔''

(منظوم سوانح اعلیٰ حضرت، ۲۱)

شاعر ذی وقار نے اس منظوم سوانح کو ۱۴ رابواب میں منقسم کیا ہے، بابِ اوّل ''تاثرات واعتراف'' کے عنوان سے ہے، جس میں منظوم ومنثور تاثرات کو جگہ دی گئی ہے، اس باب کے تحت سب سے پہلے عصر حاضر کے نام ور ادیب ومحقق اور شاعر جناب پروفیسر طلحہ رضوی برقؔ دانا پوری کا منظوم تاثر ہے، بعد ازاں شاعر اسلام جناب سلمان رضا فریدی، مسقط، عمان کا منظوم تاثر شامل ہے، پڑوسی ملک پاکستان سے تعلق رکھنے والے نعتیہ ادب کے عظیم محقق ڈاکٹر عزیز احسن کا ''تاثر'' ایک طویل مضمون کی صورت اختیار کر گیا ہے، جس میں انہوں نے قدرے تفصیل سے امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ اور اس کے منظوم

سوانح نگار گوہر اسلام پوری کے فکر وفن کا تجزیہ کیا ہے، یہ مضمون خالص علمی وتحقیقی نوعیت کا ہے۔

اسی طرح سات صفحات پر پھیلے ہوئے پیکرِ علم وادب جناب پروفیسر مجید اللہ قادری (ڈائریکٹر تحقیقاتِ امام رضا، کراچی) کا تاثر بھی کافی اہمیت کا حامل ہے، حضرت مفتی شمس الدین بہرائچی، ڈاکٹر حسن رضا (پی ایچ ڈی، پٹنہ) جناب حلیم حاذق کلکتوی، شاعر اسلام جناب حسن رضا اطہر بوکاروی اور مولانا رمضان حیدر فردوسی وغیرہ کے تاثرات ہیں، اس باب میں ایک تفصیلی مضمون سوانح نگار جناب گوہر اسلام پوری کی حیات اور شاعری پر بھی شامل ہے۔

دوسرے باب کو "سوانحات" کا عنوان دیا گیا ہے، اس باب میں "ابتدائیہ" کے عنوان سے تقریباً ۱۷ صفحات میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی علمی وتصنیفی عظمت اور ان کے مختلف فضائل وکمالات کا احاطہ کیا گیا ہے، کتاب کا آغاز مندرجہ ذیل اشعار سے ہوتا ہے اور اس کا "ابتدائیہ" بڑا جاندار اور شاندار ہے جو اشعار شاعر کی دقتِ نظری وجودتِ طبعی پر دال ہے: ؎

چل کر قلم ذکرِ امام احمد رضا تحریر کر
نظم میں اک باب سیرت کا نیا تعمیر کر

لکھ! زمیں پر ہیں وہ علم وفضل کے کوہِ گراں
ان کی سیرت کا ہر اک پہلو ہے بحر بیکراں

ہے وجود ان کا جہاں میں اک سراپا انقلاب
زیب دیتا ہے انہیں کو "اعلیٰ حضرت" کا خطاب

کاملانِ وقت کہتے ہیں جسے آنکھوں کا نور
ایسی ہستی کا ہوا کرتا ہے صدیوں میں ظہور

خاص ہے فضل وکرم ان پر خدائے پاک کا
معجزہ ہیں ہند میں وہ صاحبِ لولاک کا

اک مکمل شخصیت، اک عبقری ونابغہ
جن کا شرق وغرب میں پھیلا ہوا ہے دائرہ

ص ۱۰۵ سے اصل منظوم سوانح شروع ہوتی ہے، جس میں امام ممدوح کا خاندانی پس منظر، آبا واجداد، ولادت، عہدِ طفلی کے حالات وکمالات، حسنِ سیرت، عادات وخصائل، پابندیٔ شرع، معمولاتِ حیات، بیعت وخلافت، مرشد کی نگاہِ عنایت اولادِ امجاد، خلفائے عظام، رضا بریلوی کے اولین سوانح نگار ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری کا ذکر جمیل، سفر آخرت کے حالات، وصایا شریف، انتقالِ پُر ملال، خانوادۂ رضا کے نامور افراد استاذِ زمن علامہ حسن رضا بریلوی، علامہ حسنین رضا خاں بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی، حضرت ریحانِ ملت، امینِ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی، مرشد گرامی تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری بریلوی علیہم الرحمہ کے تذکار جمیل ہے۔

یہ باب ۱۰۵ صفحات کو محیط ہے اور معلومات افزا ہے۔ بابِ سوم کو "علمیات" کا نام دیا گیا ہے اور اس کے ضمن میں امام احمد رضا خان محدث بریلوی کی مختلف علوم وفنون میں مہارت و بصیرت اور ان کی تدریسی خدمات کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ شعر کے قالب میں ڈھالا گیا ہے، جب کہ بابِ چہارم "سفریات" میں اعلیٰ حضرت کا پہلا ودوسرا سفر حج، اس کی برکات، اسفارِ مبارکہ اور بالخصوص آپ کے سفرِ بہار کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے، بابِ پنجم کو "تصنیفات" سے مختص کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں آپ کی تصانیفِ عالیہ، کتبِ غالیہ ورسائلِ قیّمہ کا تعارف پیش کیا گیا ہے، خصوصیت کے ساتھ "کنز الایمان، فتاویٰ رضویہ، الدولۃ المکّیہ" اور آپ کا اہم اور دلچسپ مشغلہ "فتویٰ نویسی" اور "شانِ فقاہت" کو بڑے اچھوتے انداز میں سپردِ قرطاس کیا گیا ہے۔

بابِ ششم "تعاقبات" اور بابِ ہفتم "ایمانیات" میں شرح وبسط کے ساتھ امام احمد رضا خان محدث بریلوی کے تجدیدی کارناموں کو اجاگر کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں آپ کی ہمہ جہت دینی، ملی، علمی اور اصلاحی خدمات کا نقشِ جمیل تیار کیا گیا ہے۔ امام موصوف کے دور میں مختلف فرقہائے باطلہ اپنے افکارِ زائغہ وعقائد باطلہ کی ترویج واشاعت میں منہمک تھے اور اپنے دین مخالف نظریات سے دینِ اسلام اور مذہب اہل سنت وجماعت پر حملہ آور تھے، آپ نے تنِ تنہا ان تمام اسلام مخالف قوتوں اور فتنوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور سادہ لوح عوام کے ایمان وعقائد

تبصرات

کی حفاظت فرمائی۔آپ کے یہ اصلاحی کارنامے بڑے بڑے کارناموں پر بھاری ہیں، یہی وجہ ہے آپ کو"محافظ دین وسنیت" کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے، اپنے تو اپنے اغیار نے بھی آپ کی دینی وملی وقلمی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

ان دونوں باب کی ذیلی سرخیاں بالترتیب کچھ اس طرح ہیں: عہد رضا کے فتنے اور ان کا استیصال، حسام الحرمین، امام احمد رضا اور عشقِ رسول (ﷺ) تحریکِ عشقِ مصطفیٰ کے جلوے، امام احمد رضا اور احترامِ سادات، شاعر محترم نے مذکورہ عناوین کے تحت امام موصوف کا شایانِ شان تعارف کرایا ہے اور اپنی شاعرانہ عظمت کا ثبوت دیا ہے۔اس حوالے سے چند بند ملاحظہ کریں:ـــہ

تھا امام احمد رضا کا عہد فتنوں سے بھرا
چار سو پھیلی ہوئی گمراہیت کی تھی وبا
ہو رہا تھا حملہ چوطرفہ اصولِ دین پر
تھی مخالف کی نظر اسلام کے آئین پر
ہر طرف افرنگیوں نے چھوڑ رکھے تھے ایجنٹ
دین کے سوداگروں کا ہو چکا تھا اگریمینٹ
کشمکش میں تھے محبانِ رسولِ ذی وقار
کثرتِ طوفانِ شر سے تھا عجب ہی انتشار
ایسے عالم میں بریلی شہر سے احمد رضا
اترے میدانِ عمل میں لے کے فاروقی ادا
حوصلہ، ہمت، حسینی عزم اور تیور لیے
ڈٹ گئے میداں میں آکر جذبۂ شبّر لیے
فرقہ ہائے باطلہ کی بے جھجک تردید کی
حق مخالف حرکت وافکار پر تنقید کی
بن کے اک مردِ مجاہد کی صدائے حق بلند
اک ذرا بھی مصلحت کوشی نہ فرمائی پسند
علم کے نیزے چلا کر کفر کو ساکت کیا
حق ہے کیا، باطل ہے کیا، تحریر سے ثابت کیا
خوب سختی سے رہے اسلامی موقف پر اٹل
کر دیا خامے سے چکنا چور باطل کا محل
حق کو حق کہنے میں اپنی جان کی پروا نہ کی
کفر کی ظلمت کو چھانٹا، شرک کی جڑ کاٹ دی

(زیر تبصرہ کتاب، ص ۲۹۴-۲۹۵)

باب ہشتم کا عنوان"اصلاحات" ہے اور اس میں امام موصوف کی اصلاح معاشرہ اور آپ کے دس مشہور نکاتی فارمولے پر روشنی ڈالی گئی ہے، آپ کا یہ دس نکاتی فارمولہ بڑی اہمیت وافادیت کا حامل ہے اور عصر حاضر کے تناظر میں اس کی ضرورت واہمیت دو چند ہوگئی ہے، امام احمد رضا بریلوی کے دس نکاتی فارمولے کا تعارف وتبصرہ شاعر باکمال کے خامۂ زرنگار سے ملاحظہ کریں:ـــہ

ان کو کتنا "ملتِ اسلامیہ" کا درد تھا
"دس نکاتی فارمولے" سے ہی چلتا ہے پتہ
فارمولے میں امام احمد رضا نے کیا کہا
مختصر انداز میں کرتا ہوں اس پر تبصرہ
ہو عظیم الشان تعلیمی اداروں کا قیام
ٹھوس اور مضبوط ہو اس کا بہر صورت نظام
"طالبانِ علمِ دیں" پر خرچ سرمایہ کریں
علم وفن کا ان میں عزم وحوصلہ پیدا کریں
ہر گھڑی "دینی مدارس" میں رہے دینی امنگ
چوں کہ قرطاس وقلم کی جیتنی ہے ان کو جنگ
حسب خدمت سارے ہی استاذ کی تنخواہ ہو
تا کہ ان میں درس دینے کی مکمل چاہ ہو
طلبہ جن اشغال میں فعّال آتے ہوں نظر
ان کو اس شعبے میں ہی رکھیں لیاقت دیکھ کر
دے کے اہلِ علم کو "نذرانے"، لکھوائیں کتب
اپنے پیسے دے کے اہلِ خیر چھپوائیں کتب
پھر کتابیں مفت میں تقسیم اہلِ زر کریں
اہلِ سنت کی اشاعت کے لیے کوشاں رہیں
مذہب حق کی حمایت میں لکھی جائیں کتاب
ردِ فکرِ باطلہ پر نکلے "پرچہ" کامیاب
ہر ادارے میں نئے "اہلِ قلم" تیار ہوں
سنیوں کے پاس اپنے "مذہبی اخبار" ہوں

جس قدر بھی ہو سکے نکلیں ''رسالے، میگزین''
مقصد اصلی رہے ان کا فروغِ علم دین
سینکڑوں اس فارمولے سے نکلتے ہیں نکات
اس کے استعمال سے واللہ بن سکتی ہے بات
(مرجع سابق، ص ۳۴۰-۳۴۲)

بابِ نہم ''خصوصیات'' میں شاعر نے امام احمد رضا کے سائنسی افکار و نظریات کی تفہیم کرائی ہے۔ نیز اس باب میں آپ کے چند اہم اور نمایاں کارناموں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام، امام موصوف کی ایک عظیم علمی و تعمیراتی یادگار ہے۔ اس پر بھی خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ بابِ دہم کو ''شعریات'' کا جلی عنوان دیا گیا ہے اور شرح و بسط کے ساتھ آپ کی نعت گوئی، قصیدہ و منقبت نگاری، شعر و ادب اور عشق و وارفتگی کا نمونہ ''حدائقِ بخشش، قصیدۂ معراجیہ'' نیز آپ کے مشہور زمانہ سلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے ذکرِ جمیل کے ساتھ آپ کی شاعرانہ عظمت و مہارت کا شایانِ شان خطبہ پڑھا گیا ہے۔

بابِ یازدہم ''کرامات'' کے تحت امام احمد رضا کی کرامات اور صوفیانہ اقوال و تعلیمات بڑے فنکارانہ اسلوب میں بیان کیے گئے ہیں، بابِ دوازدہم ''امتیازات'' کے عنوان سے معنون ہے اور اس میں امام احمد رضا محدث بریلوی کے ہمہ جہت تعارف و خدمات پر تحریر کیے گئے کتب و رسائل، اشاعتی ادارہ جات، آپ پر پی ایچ ڈی اور ایم فل کرنے والوں کے اسما تفصیل سے شمار کرائے گئے ہیں۔

باب سیزدہم ''اعترافات'' اور باب چہاردہم ''ترجیحات'' کے نام سے موسوم ہیں اور اس سلسلے میں امام موصوف سے متعلق مندرجہ ذیل موضوعات زینتِ کتاب ہیں: علمائے عرب کے اقوال و تاثرات، مخالفینِ رضا کے اعترافات، چند مشاہیر اربابِ علم و دانش کے تاثرات، ڈاکٹر سر ضیاء الدین بارگاہِ رضا میں (ریاضی کے ایک لاینحل مسئلے کو حل کرنے کی غرض سے ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو بارگاہِ رضا تک پہنچانے والے خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ تھے)، اہلِ سنت کا مرکز بریلی شریف، مسلکِ اعلیٰ حضرت سلامت رہے، التجائے شاعر۔

زیر نظر تبصراتی کتاب کا آخری پیراگراف جو ''التجائے شاعر'' کے نام سے ہے، نہایت اہم اور وقیع ہے، شاعر نے امتِ مسلمہ کو اتفاق و اتحاد کی تعلیم دیتے ہوئے تعلیماتِ رضا کو عام و تام کرنے اور ''مسلک اعلیٰ حضرت'' پر مضبوطی سے قائم رہنے کی دعوت دی ہے کہ یہی مسلکِ حق اور صراطِ مستقیم ہے۔ کتاب کے اس حصے کی حیثیت ''فغانِ درویش'' اور ''سرمدی پیغام'' کی ہے، شاعر کرب کے لہجے میں قومِ مسلم سے کچھ اس طرح مخاطب ہے:

تجربے کی روشنی میں کر رہا ہوں میں بیاں
شعر کی آواز میں سنیے مرا ''دردِ نہاں''
میں نے دیکھا ہے کئی خانوں میں ہیں وہ بٹ گئے
جو امام احمد رضا خاں کی روش سے ہٹ گئے
جس نے تعلیمِ رضا سے پھیر لی اپنی نگاہ
دین بیزاری کی آندھی کر گئی اس کو تباہ
اٹھ رہا ہے روز ہی فتنوں کا طوفانِ مُہیب
اپنی نسلوں کو رضا کی فکر سے کیجے قریب
گمرہی کا ''وائرس'' پھیلا ہے کس کس طور سے
اہلِ ایماں کا گذر ہے کتنے نازک دور سے
''اعلیٰ حضرت'' سے محبت کیجیے ہر حال میں
ہے یہی پیغام اہلِ عشق کے اقوال میں
کیجیے نسلوں کو ''تعلیمِ رضا'' سے آشنا
خود ہی ہوتی جائیں گی پھر وہ بقا سے آشنا
آج کے اس عہد کا جبری تقاضا ہے یہی
عام گھر گھر میں ہو ''افکارِ رضا'' کی روشنی
(مرجع سابق، ص ۴۸۲-۴۸۳)

مجموعی اعتبار سے یہ ''منظوم سوانح اعلیٰ حضرت'' کامیاب ترین سوانح ہے اور اردو کے ''منظوم سوانحی ادب'' میں امتیازی حیثیت کا حامل ہے، زبان، بیان، مواد، ہیئت، اسلوب، فصاحت و بلاغت، نفاست و لطافت، سلاست، شعریت، معنویت، روانی، سادگی، صفائی، برجستگی، شگفتگی، پاکیزگی وغیرہ سارے بقیہ ص ۱۹ ر پر

منظومات

آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں

(از: سید خادم رسول عینی، بھدرک

جس سے گُل گلزار مہکا آپ ہیں
جانِ عیسیٰ فخر موسیٰ آپ ہیں
جس پہ نازاں ہے زمانہ آپ ہیں
مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں

آپ کو کہتی ہے ہر شئ جانِ جاں
ہیں منور آپ سے کون و مکاں
آپ کو رب نے کیا یوں ضوفشاں
آپ کی خاطر بنائے دو جہاں
اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

آپ کے آگے جھکی دل کی جبیں
کہکشاں ہو یا فلک ہو یا زمیں
فیصلہ سب نے کیا اے شاہ دیں
آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں
اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں

بقیہ ص ۳۳ پر

آپ کی خاطر بنائے دو جہاں

(از: مولانا طفیل احمد مصباحی

صاحبِ لولاک، جانِ کائنات
آپ ہیں وجہ بنائے دو جہاں
اے امام انبیاء و مرسلیں
آپ ٹھہرے نازشِ کون و مکاں
خواجۂ کونین کے ہوتے ہوئے
کیوں کروں اندیشۂ سود و زیاں
اے ہمارے غم گسار و غم زُدا
دور کر دیں رنج کی پرچھائیاں
ہوں گرفتارِ مصیبت، کیجیے
چشمِ رحمت اے مسیحائے زماں

بقیہ ص ۳۳ پر

حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے

(از رشحات قلم: حضور تاج الشریعہ قدس سرہ

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے
صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروّت ناز کرتی ہے
شہ خوباں پہ ہر خوبی و خصلت ناز کرتی ہے
کریم ایسے ہیں وہ ان پر کرامت ناز کرتی ہے
جہان حسن میں بھی کچھ نرالی شان ہے ان کی
نبی کے گل پہ گلزاروں کی زینت ناز کرتی ہے
شہنشاہ شہیداں ہو انوکھی شان والے ہو
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے
بٹھا کر شانۂ اقدس پہ کردی شان دوبالا
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے
جبین ناز ان کی جلوہ گاہ حسن ہے کس کی
رخ زیبا پر حضرت کی ملاحت ناز کرتی ہے
نگاہ ناز سے نقشہ بدل دیتے ہیں عالم کا
ادائے سرور خوباں پہ ندرت ناز کرتی ہے
فدائی ہوں تو کس کا ہوں کوئی دیکھے مری قسمت
قدم پر جس حسیں کی جان طلعت ناز کرتی ہے
خدا کے فضل سے اختر میں ان کا نام لیوا ہوں
میں ہوں قسمت پہ نازاں مجھ قسمت ناز کرتی ہے

وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے

(از: محمد جسیم اکرم مرکزی

بادۂ عشق نبی ہم کو پلایا جس نے
دین اسلام پہ مر مٹنا سکھایا جس نے
پرچم حق کو بلندی پہ اٹھایا جس نے
وعدۂ احمد مختار نبھایا جس نے
وہ حسین ابن علی حیدر کرار ہی ہے
یعنی وہ جلوہ گہ بوسۂ سرکار ہی ہے

بقیہ ص ۴۵ پر